عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

قیمت ۱۰ روپے

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

جلد:۳۶	۳ تا ۹ر جمادی الاول ۱۴۳۸ھ مطابق یکم تا ۷ر فروری ۲۰۱۷ء	شمارہ:۵

نبی اکرم ﷺ کے معاشی حالات

تحفظِ ختمِ نبوت کی خاطر قربانیاں

طلاق

اسلام کا عادلانہ نظام

لوٹے پیچھے کی طرف اے گردشِ ایام تو!

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

زندگی میں مال وجائیداد وارثوں میں تقسیم کرنا

س:......میرا نام ممتاز احمد ہے، میں چاہتا ہوں کہ اپنی زندگی میں ہی پانچ جائیدادیں اور کاروبار اپنے اہل وعیال یعنی اہلیہ، تین بیٹوں اور ایک بیٹی کے درمیان شرعی احکامات کے مطابق تقسیم کردوں۔ اس میں ایک جائیداد اور نقد رقم کی تقسیم شامل نہیں ہے، جو میں اپنے قبضے میں رکھنا چاہتا ہوں۔ اس سلسلے میں مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات شرعی احکامات کی روشنی میں دے کر ممنون احسان فرمائیے۔ جزاک اللہ!

(۱) کیا یہ تقسیم، دینی وشرعی لحاظ سے وراثت کی تقسیم سمجھی جائے گی؟،

(۲) اگر وراثت کی تقسیم ہے تو کیا یہ تقسیم ورثا کے متعین شرعی حصوں کے مطابق ہوگی؟، (۳) اگر وراثت کی تقسیم نہیں ہے تو اس عمل یا تقسیم کو دینی احکامات کے مطابق ہم کیا نام دیں گے؟، (۴) کیا اپنی زندگی میں ہی میں اپنے کاروبار اور جائیداد کی اپنے اہل وعیال میں اس طرح تقسیم، شرعی طور پر جائز ہے؟، (۵) اگر جائز ہے تو کیا اہل وعیال کے درمیان حصوں کے تعین کے لئے کوئی شرعی اصول موجود ہیں یا یہ تقسیم میری اپنی صوابدید، فہم، اختیار اور مرضی پر منحصر ہے؟، (۶) کیا اس طرح کی تقسیم میں اہلیہ، بیٹوں اور بیٹی کے حصے وراثت کے اصولوں کے مطابق متعین ہوں گے یا ہر ایک کو برابر، برابر یا کم زیادہ بھی دیا جاسکتا ہے؟،

(۷) جو جائیداد اور نقد رقم میں اپنے قبضے میں رکھنا چاہتا ہوں تو کیا اہل وعیال میں سے کسی کو بھی اس کی ابھی تقسیم کا مطالبہ کرنے کا حق ہے؟، (۸) دنیاوی قانون کی پیچیدگیوں سے دستاویزی طور پر جو جائیدادیں اپنے اہل وعیال کے نام کردی جاتی ہیں لیکن اُن کا قبضہ اصل مالک کے پاس ہی ہوتا ہے اور ایسی جائیدادوں میں کاروبار بھی اصل مالک ہی کی ملکیت ہوتا ہے تو کیا کاغذی مالک ایسی جائیداد کی ملکیت کا یا اس میں جاری کاروبار کی ملکیت کا یا جائیداد وکاروبار دونوں کی ملکیت کا دعویٰ صرف اس بنا پر کرسکتا ہے کہ کاغذات میں اس کا نام لکھا ہوا ہے جبکہ قبضہ ہمیشہ سے اصل مالک کے پاس رہا اور کاروبار بھی اصل مالک ہی کا ہے؟

ج:......(۱ تا ۷) صورت مسؤلہ جناب ممتاز احمد صاحب کو اپنی زندگی میں اپنے مال وجائیداد میں ہر جائز تصرف کرنے کا شرعاً حق حاصل ہے، لہٰذا اگر ممتاز صاحب اپنی جائیدادیں وغیرہ اپنی بیوی، بچوں میں تقسیم کرنا چاہیں جیسا کہ سوال میں درج ہے تو کرسکتے ہیں۔ لیکن یاد رہے کہ اس تقسیم کی حیثیت تقسیم میراث کی نہیں ہوگی کیونکہ وہ تو مرنے کے بعد ہوتی ہے بلکہ اس کی حیثیت شرعاً ہبہ (عطیہ، گفٹ) وغیرہ کی ہے اور اس پر ہبہ کے احکام جاری ہوں گے، لہٰذا سب سے پہلے جناب ممتاز احمد صاحب اپنے لئے جتنا مال وجائیداد الگ کرنا چاہیں الگ کرلیں، اس پر کسی کو اعتراض کرنے کا حق نہیں، اس کے بعد بقیہ کل مال وجائیداد کا حساب لگا کر آٹھواں حصہ اپنی بیوی کو دیں اور اس سے جو بچ جائے اس کو برابر چار حصوں پر تقسیم کرکے ایک حصہ اپنی بیٹی کو اور بقیہ تین حصے ایک ایک کرکے ہر ایک بیٹے کو دیں، جہاں تک کاروبار کی تقسیم کا مسئلہ ہے تو سوال میں چونکہ کاروبار کی کوئی تفصیل ذکر نہیں ہے، اس لئے اس بارے میں تو کوئی حتمی جواب دینا مشکل ہے، ہاں اس کی بہتر صورت یہ ہے کہ آپ کسی مستند عالم دین کے پاس تشریف لے جائیں اور زبانی طور پر ان کو پوری تفصیل بتا کر راہنمائی حاصل کرلیں اور اسی کے مطابق عمل کریں۔ (۸) اگر واقعتاً مذکورہ جائیدادیں اور ان میں چلتے کاروبار کا قبضہ اصل مالک کے پاس ہے اور محض قانونی پیچیدگیوں سے بچنے کی خاطر اہل وعیال کے نام کردیا گیا ہے جیسا کہ مذکورہ سوال میں درج ہے تو اس صورت میں اصل مالک ہی ان جائیدادوں اور ان میں چلتے کاروبار دونوں کا شرعاً مالک تصور ہوگا، اہل وعیال ان جائیدادوں کے شرعی مالک نہیں کہلائیں گے اور نہ ہی اس بنیاد پر ان کا دعویٰ درست ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختم نبوۃ

مجلس

مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۶ ۳ تا ۹ رجمادی الاول ۱۴۳۸ھ مطابق یکم تا ۷ رفروری ۲۰۱۷ء شمارہ:۵

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ

مدیراعلیٰ

مولانا عزیزالرحمٰن جالندھری

نائب مدیراعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفی

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین وآرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

بھینسا اور آنٹیاں	۵	محمد اعجاز مصطفی
لوٹ پیچھے کی طرف اے گردش ایام تو	۷	مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ
نبی اکرم ﷺ کے معاشی حالات	۹	مفتی عبدالروف سکھروی
طلاق.... اسلام کا عادلانہ نظام	۱۱	مولانا بلال عبدالحئی ندوی
معتمد اور غیر معتمد تفاسیر (۹)	۱۳	مولانا فضل محمد یوسف زئی
تحفظ ختم نبوت کی خاطر قربانیاں (۱)	۱۵	مولانا حذیفہ وستانوی
خیبر پختونخوا میں ختم نبوت پروگرام	۱۹	مولانا عابد کمال
سالانہ بین المدارس تقریری مقابلہ	۲۲	مولانا شعیب کمال
سانحہ دوالمیال کی تفصیلی رپورٹ	۲۳	مولانا مفتی خالد میر
مرزا قادیانی کا تعارف وکردار (۲۱)	۲۶	حافظ عبیداللہ

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019

(اکاؤنٹ نمبر انٹرنیشنل بینک) **IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019**

AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018

(اکاؤنٹ نمبر انٹرنیشنل بینک) **IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018**

Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۴۷۸۳۴۸۶-۰۶۱، ۴۵۸۳۴۸۶-۰۶۱

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

ذکرِ الٰہی

حدیث قدسی ۱۵: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: تم مجھ کو فرمانبرداری اور اطاعت کے ساتھ یاد کرو، میں تم کو مغفرت کے ساتھ یاد کروں گا۔ جو شخص فرمانبردار ہے اور مجھ کو یاد کرتا ہے تو میرے لئے یہ ضروری ہوتا ہے کہ میں بھی اس کو یاد کروں اور اس کی مغفرت کروں اور جو بندہ مجھ کو یاد کرتا ہے درآنحالیکہ وہ میرا نافرمان ہوتا ہے تو میرے لئے یہ ضروری ہوتا ہے کہ میں اس کو غصہ اور خفگی کے ساتھ یاد کروں۔ (دیلمی، ابن عساکر)

حدیث قدسی ۱۶: حضرت معاذ بن انسؓ کی روایت میں ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: کوئی بندہ جب مجھ کو اپنے جی میں یاد کرتا ہے تو میں اس کو عام ملائکہ کی جماعت میں یاد کرتا ہوں اور جب کوئی بندہ مجھ کو کسی جماعت میں یاد کرتا ہے تو میں اس کا ذکر مقربین فرشتوں میں کیا کرتا ہوں۔ (طبرانی)

حدیث قدسی ۱۷: حضرت ابوہریرہؓ کی روایت میں ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ جب کوئی شخص مجھ کو اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور جب کوئی شخص کسی جماعت میں مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کو ایسی جماعت میں یاد کرتا ہوں جو اس بندے کی جماعت سے تعداد میں بھی زیادہ ہوتی ہے اور پاکیزگی میں بھی زیادہ ہوتی ہے۔ (ابن شاہین)

حدیث قدسی ۱۸: حضرت ابن عباسؓ کی روایت میں ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اے آدم کے بیٹے! اگر تو مجھ کو یاد کرے گا تو میں تجھ کو یاد کروں گا اگر تو مجھ کو فراموش کردے گا اور بھلا دے گا تب بھی میں تجھ کو یاد کروں گا اگر تو میری اطاعت اختیار کرلے اور میرا مطیع ہوجائے تو پھر جہاں تیرا جی چاہے جا اور اطمینان کے ساتھ تخلی بالطبع ہوکر چل پھر۔

تو مجھ سے دوستی کرے گا تو میں بھی تجھ کو دوست رکھوں گا اگر تو مجھ سے صاف دل کے ساتھ ملے گا اور میری طرف جھکے گا تو میں بھی صفائی کے ساتھ تیری جانب متوجہ ہوں گا، میں تو تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں مگر تو میری طرف سے اعراض کرتا ہے اور روگردانی کرتا ہے جب تو اپنی ماں کے پیٹ میں تھا تو میں نے تیرے لئے غذا کا انتظام کیا، میں ہمیشہ تیری اصلاح کی تدبیر کرتا رہا اور میرے ارادے اور میری تدبیر کا تجھ میں نفاذ ہوتا رہا پھر جب میں نے تجھ کو دنیا کی طرف نکالا تو تو نے گناہ اور معاصی کی کثرت اختیار کی اور میری نافرمانی شروع کردی کیا جو شخص تجھ پر احسان کرے اس کا بدلہ یہی ہوا کرتا ہے۔ (ابونصر، رافعی) ارادے کا نفاذ کا مطلب یہ ہے کہ میرے ارادے اور تدبیر سے تیری پرورش ہوتی رہی۔

مسائل تیمم

س:...... کیا کسی چیز کی راکھ پر تیمم کیا جاسکتا ہے؟

ج:...... نہیں۔

س:...... کیا کسی ایسی زمین پر تیمم کیا جاسکتا ہے جس کے متعلق معلوم ہو کہ اس پر گندگی تھی جو سوکھ گئی ہے اور بدبو بھی ختم ہوگئی ہے؟

ج:...... نہیں۔

س:...... کن صورتوں میں کن لوگوں کو تیمم کرنے کی اجازت ہے؟

ج:...... درج ذیل صورتوں میں مبتلا لوگوں کو تیمم کی اجازت ہے:

۱:... جو بیمار ہو اور پانی کا استعمال اس کے لئے مضر اور اس کے مرض میں اضافے کا سبب بنے۔

۲:... پانی ایک میل شرعی (۸.۱ کلومیٹر) کی مسافت سے دور ہو تو مسافر آدمی تیمم کرکے نماز ادا کرسکتا ہے۔

۳:... جو بیوی سے ہم بستری کرے اور اسے غسل کے لئے پانی نہ ملے۔

۴:... جو پیشاب ر پاخانہ کرے اور اسے وضو کے لئے پانی نہ ملے۔

۵:... پانی پر کوئی درندہ یا دشمن بیٹھا ہو جس کے خوف سے پانی تک پہنچنا ممکن نہ ہو۔

۶:... مریض کے لئے پانی استعمال کرنے کی وجہ سے مرض کی شدت یا دیر سے صحتیاب ہونے کا خطرہ ہو۔

۷:... ایسی سردی ہو جس میں پانی استعمال کرنے سے جان یا کسی عضو کے تلف (ضائع) ہونے کا خطرہ ہو۔

۸:... معذور ہونے کی وجہ سے خود وضو نہ کرسکے اور کوئی دوسرا شخص وضو کرانے والا موجود نہ ہو۔

س:...... تیمم میں کون کون سے کام کرنا ضروری ہیں، جن کے بغیر تیمم نہیں ہوتا؟

ج:...... ۱:... تیمم کرتے وقت دل میں یہ کہنا ضروری ہے کہ میں پاک ہونے کے لئے تیمم کررہا ہوں۔

۲:... صرف ایک مرتبہ مٹی والا ہاتھ پورے چہرے پر پھیرنا ضروری ہے۔

۳:... صرف ایک مرتبہ مٹی والا ہاتھ دونوں کلائیوں پر کہنیوں سمیت پھیرنا ضروری ہے۔

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

بھینسا اور آنٹیاں

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ وسلامٌ علیٰ عبادہٖ الذین اصطفیٰ

آج کل سوشل میڈیا ہو یا پرنٹ اور الیکٹرونک میڈیا، اس پر بحث چل رہی ہے کہ کچھ بدطن اور غلیظ ذہنیت کے حامل جو مختلف ناموں سے بلاگز وغیرہ بنا کر شعائرِ اسلام، پیغمبرِ اسلام اور قرآن کریم کی گستاخیاں اور من مانی کفریہ تاویلات کرکے اپنے خبثِ باطن کا اظہار کررہے تھے، چند دنوں سے وہ لاپتہ ہوگئے ہیں یا لاپتہ کردیئے گئے ہیں؟ امریکا، برطانیہ اور پاکستان میں موجود مغرب کے لے پالک ایجنٹ اور موم بتی مافیا اس پر احتجاج کررہا ہے۔ اس سارے قضیہ کی حقیقت کیا ہے؟ یہ کون لوگ ہیں اور پاکستان میں کیا کررہے تھے؟ اس پر اپنی طرف سے کچھ لکھنے کے بجائے اس بارہ میں روزنامہ ”جہانِ پاکستان“ کے کالم نگار جناب طارق اسماعیل ساگر صاحب نے بہت ہی عمدہ اور دل لگتی بات تحریر فرمائی ہے، بطور اداریہ ہفت روزہ ختم نبوت اسے ہی یہاں نقل کیا جاتا ہے۔ جناب موصوف لکھتے ہیں:

”بھینسے موچی اور اس کے ساتھیوں کے غائب ہونے پر ۲۵ تا ۳۳ آنٹیوں اور چلغوزوں کا احتجاج یہ بتانے کے لئے تو کافی ہے کہ غائب ہونے والے مرتدوں سے ہیومن رائٹس کو کتنی دلچسپی ہوسکتی ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ان حرام خوروں کی اوقات کیا تھی؟ ہماری روشن خیالی ہمارا ذاتی مسئلہ ہوسکتا ہے، اجتماعی مسئلہ نہیں۔ دنیا میں آج بھی کروڑوں ایسے مسلمان موجود ہیں جو ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کی تصدیق ہونے کے بعد گستاخ رسول کی گرفتاری کا انتظار نہیں کرتے۔ آپ اسے کچھ بھی معنی دیں لیکن جو مسلمان اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی پر ”اینا رل“ نہ ہو اس کا ایمان مشکوک ہے۔ لعنت ہے ایسی زندگی اور ایسی روشن خیالی پر جو وجہ تخلیق کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی پر خاموشی اختیار کرے۔

اچھا ہے دل کے ساتھ رہے پاسبانِ عقل
لیکن کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑ دے

یہ ایمان کا معاملہ ہے دل کے معاملات ہیں، یہاں کوئی دلیل، منطق، فلسفہ قانون، کچھ کام نہیں آتا۔ جو بدتمیزیاں اور حرام کاریاں اس بھینسے اور اس کے ساتھیوں کی منظر عام پر آرہی ہیں اس کے بعد اُن کے حق میں کوئی آواز ہیومن رائٹس کے نام پر یا کسی اور حوالے سے بلند ہونا یہ سوال پیدا کرتا ہے کہ ہم انسانوں کے معاشرے میں رہتے ہیں یا جانوروں کے؟ ہم مسلمان تو دور کی بات ہے انسانیت کی سطح سے بھی کرچکے ہیں۔ کچھ درد دل رکھنے والے احباب نے اس غلیظ بھینسے کی ان حرام کاریوں کی تفصیلات سوشل میڈیا پر ”نقل کفر، کفر نہ باشد“ کے تحت نقل کی ہیں میری تو مجال نہیں کہ چند سطریں پڑھنے کے بعد آگے بھی کچھ پڑھ سکوں لیکن میں یہ سوچ کر حیران و پریشان ہورہا ہوں کہ اب تک ان غلیظ اور راندہ درگاہ لوگوں کو زندہ رہنے کا حق کس قانون یا اخلاقی ضابطے کے تحت دیا گیا تھا؟ ہر سوال کا جواب یہ نہیں ہوتا کہ یہ غیر قانونی حرکت ہے۔ ایسا قانون جائے بھاڑ میں جو شان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں گستاخیوں کے مرتکب ان عادی مجرموں پر اب تک ہاتھ نہیں ڈال سکا۔ انہیں کٹہرے میں نہیں لاسکا۔ اپنی جان بچانے کے لئے جو بہر حال ایک دن چلی جائے گی، آئین اور قانون ہمیں یہ حق دیتا ہے کہ ہم حملہ آور کو جان سے ماردیں جسے حفاظت خود اختیاری کہا جاتا ہے، لیکن اپنے ایمان پر حملہ آور ہونے والے بے متعلق ہم خاموشی اختیار نہیں کرسکتے۔ کوئی غیر مسلم جج اپنے ضمیر کی عدالت میں اس کیس کو لے جائے۔ ان غلیظ تحریروں کا مطالعہ کرے جو ان بھینسوں نے سوشل میڈیا پر پھیلائی ہیں میرا دل گواہی دیتا ہے کہ وہ بھی فوراً ان مردودوں کو قتل کرنے کا حکم دے گا۔ استغفر اللہ! قرآن کریم کی آیات کے الفاظ بدل کر یہ گندے اور گھٹیا جنونی اردو میں جو ترجمہ کرتے رہے جس طرح ان بدبختوں نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پر غلیظ حملے کئے خصوصاً آپ کو معاشرتی اور ازدواجی زندگی پر اپنی ذہنی غلاظت کے انبار لگائے اس کے بعد ان

کے لئے اگر کسی کے دل میں کسی بھی حوالے سے کوئی ہمدردی ہے تو وہ اپنا ڈی این اے ٹسٹ کروائے۔ خدا کی قسم! جو کچھ یہ لوگ سوشل میڈیا پر واویلا کرتے رہے ہیں اس کے بعد یہ بدترین سزا کے مستحق ہیں۔

یہ منطق اور جواز ان وحشیوں پر فٹ ہی نہیں ہوتی کہ انہیں گرفتار کرکے عدالت میں پیش کیا جائے۔ ان پر مقدمہ چلایا جائے۔ امریکا سے زیادہ مہذب معاشرہ موم جی مارکہ آنٹیوں اور بے غیرت بریگیڈ کے لئے اور کون سا ہوسکتا ہے؟ کیا ایف بی آئی یا سی آئی اے کچھ خصوصی جرائم کی تصدیق کے بعد مجرموں کو عدالتوں میں پیش کرتی ہے؟ کیا انہیں خصوصی اختیارات کے تحت ایسے مجرموں کو مار دینے کا حکم نہیں ملتا؟ درجنوں فلمیں اور کتابیں اس موضوع پر موجود ہیں۔ کیا فریڈم آف اسپیچ امریکا میں نہیں؟ یہ اصطلاح ہی مغرب سے آئی ہے لیکن وہ بھی ایک حد سے آگے کسی کو جانے کی اجازت نہیں دیتے، وہ تو سیکولر لوگ ہیں ہم تو جھوٹے سچے بہر حال خود کو مسلمان سمجھتے ہیں۔ میرا دل نہیں مانتا کوئی لبرل مسلمان بھی ان تحریروں کا متحمل ہوسکتا ہے جو ان غلیظ ذہنوں کی تخلیق ہیں، جو تحریریں ''مشتے از خروارے'' سوشل میڈیا پر ان کے حوالے سے سامنے آئی ہیں۔ ان میں تو یہ انسانوں کی نسل سے دکھائی ہی نہیں دیتے۔ قرآنی آیات کے الفاظ بدل کر ان کے ترجمے کرکے قرآن پاک کا تمسخر اڑایا گیا ہے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق جو بے ہودہ گفتگو کی گئی ہے میری تو مجال نہیں کہ اسے ''نقل کفر'' کے ضمن میں بھی احاطہ تحریر میں لاسکوں۔ اسلامی شعائر، خانہ کعبہ، مسجد نبوی پر جو گند انہوں نے بکا ہے، وہ دنیا کے کسی بھی لبرل معاشرے میں رہنے والے مسلمان کے لئے خواہ اس کا تعلق کسی بھی مسلک سے ہو قابل برداشت ہی نہیں۔

مجھے علم نہیں کہ یہ لوگ خود غائب ہوئے ہیں یا کسی نے انہیں اغوا کیا ہے؟ لیکن کرنٹ فیئر اور خصوصاً انٹیلی جنس امور کا ایک طالب علم ہونے کے ناطے میں جانتا ہوں کہ ان بے غیرتوں کی اپنی تو کوئی حیثیت اور اوقات ہوتی نہیں۔ یہ غیر ملکی ایجنسیوں کے گماشتے ہوتے ہیں جن کی قیمت پاکستان میں شراب کی ایک دو بوتلوں، چند ہزار روپے اور گرفتاری یا اپنے کرتوتوں پر قابو آنے کے بعد کسی بھی مغربی ملک میں ''سیاسی پناہ'' ہوتی ہے۔ ماضی میں ایسی مثالیں موجود ہیں، یہ لوگ طویل عرصے سے سوشل میڈیا پر گندگی پھیلا رہے تھے اور بھینسا تو ایجنسیوں کو للکار کر کہا کرتا تھا کہ ہمت ہے تو اسے پکڑ لو۔ اس طرح کے چیلنج اپنے غیر ملکی آقاؤں کو خوش کرنے، اپنی قیمت بڑھانے یا پھر اپنے مالکان کی "Modus aprandae" طے شدہ منصوبے کے تحت ہی کئے جاتے ہیں۔ بسا اوقات ان کے ''مالکان'' اپنے بھینسوں کو دی گئی ہدایات پر عمل کے باوجود جب متوقع نتائج حاصل نہ کرسکیں تو سنسنی خیزی پھیلانے اور ''ٹارگٹ ملک'' کو بدنام کرکے متوقع نتائج حاصل کرنے کے لئے وہ اپنے ''بھینسوں'' کو خود ہی غائب کردیتے ہیں، انہیں قتل کردیتے ہیں، فرار کروادیتے ہیں یا منظر سے غائب کردیتے ہیں۔ عین ممکن ہے ان ''بھینسوں'' کے ساتھ بھی ایسا کچھ ہوا ہوگا۔

دوسرا امکان یہ ہے کہ انہیں دہشت گرد تنظیموں کے ذریعے اغوا کروالیا جاتا ہے۔ آپ کے لئے دلچسپی کی بات یہ ہے کہ دہشت گرد تنظیمیں بھی ان ہی ''مالکان'' کی پیدا کردہ ہیں جن کے یہ بھینسے ملازم ہیں لیکن دونوں کو الگ الگ مشن سونپے جاتے ہیں۔ دہشت گرد تنظیموں سے اسلام کے نام پر دہشت گردی کروائی جاتی ہے اور بے غیرت بریگیڈ سے لبرل ازم، آزاد خیالی، فریڈم آف اسپیچ وغیرہ کے نام پر بے غیرتی کروائی جاتی ہے۔ دونوں کو ایک دوسرے کا متحارب بنا کر پیش کیا جاتا ہے لیکن دونوں گدھے سمجھ ہی نہیں پاتے کہ ان کے ساتھ کیا کھیل کھیلا جارہا ہے۔ عین ممکن ہے جلدی کسی دہشت گرد تنظیم کی طرف سے ان کی لاشوں یا گرفتاری کے ساتھ کوئی ویڈیو سامنے آجائے۔ تیسرا اور آخری امکان یہ ہے کہ ان کو واقعی ایجنسیوں نے قابو کرلیا ہے اور ان کی تفتیش ہورہی ہے۔ اگر تیسرا امکان غالب ہے تو میری ایک مسلم پاکستانی کی حیثیت سے درخواست ہے کہ اس گندگی سے اپنے کپڑے میلے نہ کریں ان بھینسوں کے جرائم کی تفصیلات سوشل میڈیا پر موجود ہیں۔ ان کے غیر ملکی ایجنسیوں سے تعلق کی تفصیلات آپ نے اب تک حاصل کرلی ہوں گی۔ انہیں جلد از جلد عدالت میں پیش کیا جائے، جہاں برق رفتار اوپن ٹرائل کے بعد انہیں ''انصاف'' ملے اور یہ اپنے انجام کو پہنچیں۔ پاکستان کے موجودہ حالات میں ان کا زیادہ دیر غائب رہنا مزید مسائل پیدا کرسکتا ہے۔''

(بشکریہ ایڈیٹوریل صفحہ بنام ''نقار خانہ'' طارق اسماعیل ساگر، روزنامہ جہان پاکستان کراچی، ۱۴رجنوری ۲۰۱۷ء)

اللہ تبارک وتعالیٰ دین دشمنوں کو ہدایت دے اور اگر ان کے مقدر میں ہدایت نہیں تو ان کے شرور وفتن اور گمراہیوں سے امت مسلمہ کی حفاظت فرمائے اور ہمارے ملک وقوم کو امن وامان اور سکون واطمینان کی دولت سے نوازے۔ آمین۔ وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیّدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین۔

لوٹ پیچھے کی طرف اے گردشِ ایام تو

ملت اسلامیہ کی ترقی کا واحد راستہ، سیرت رسول اللہ کا حقیقی اتباع

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ

بحمداللہ! ہم سب کا اس بات پر ایمان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں جو پُرامن اسلامی انقلاب برپا کیا، وہ صرف اس طرح رونما ہوسکا کہ لوگوں نے عبادات واخلاق سے لے کر معاملات و معاشرت تک ہر شعبۂ زندگی میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت وسنت کی پیروی کا اہتمام کیا، اسی طرح اس پر بھی ہم سب کا اتفاق ہے کہ ہمارے تابناک ماضی میں ہمیں جو عزت وکرامت اور ترقی و خوشحالی نصیب ہوئی اسے دوبارہ واپس لانے کا واحد طریقہ بھی یہی ہے کہ ہم ایک بار پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کی طرف رجوع کرکے اس کا حقیقی اتباع کریں۔

یہ وہ بات ہے جس پر ہم سب ایمان واعتقاد رکھتے ہیں، لیکن یہاں اہم ترین سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہمیں اس ایمان واعتقاد کا کوئی پھل کیوں نہیں مل رہا ہے؟ حالانکہ صحابہ کرامؓ اسی ایمان و اعتقاد کی بدولت عزت وکرامت کے بام عروج پر پہنچ گئے تھے؟ جب ہم اس موضوع کا مطالعہ صحابہ کرامؓ کی زندگیوں میں کرتے ہیں تو ہمیں نظر آتا ہے کہ دراصل اس حقیقت پر ان کا یہ ایمان محض عقلی یا نظریاتی ایمان نہیں تھا بلکہ وہ ایک ایسا طبعی ایمان تھا جس کی جڑیں ان کے دلوں میں مستحکم تھیں اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کی گہری عقیدت ومحبت اس ایمان کی آبیاری کرتی رہتی تھی، چنانچہ معیشت و معاشرت، سیرت واخلاق، عبادات ومعاملات یہاں تک کہ شکل وصورت اور لباس ووضع تک زندگی کے ہر شعبے میں انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طور طریق کے سوا کوئی اور طریقہ بھاتا ہی نہیں تھا، ان کے اتباع سنت کی نمایاں خصوصیت یہ تھی کہ انہوں نے اس معاملہ میں نہ کبھی کسی کی ملامت کی پرواکی، نہ کسی تردید وتنقید کو خاطر میں لائے اور نہ کبھی غیروں کے تمسخر و استہزاء کا کوئی اثر قبول کیا، انہوں نے کبھی غیرمسلموں کو خوش کرنے یا ان کے دلوں کو اپنی طرف مائل کرنے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی چھوٹی سی چھوٹی سنت کو بھی چھوڑنا گوارا نہیں کیا۔

مصنف ابن ابی شیبہ" میں روایت ہے کہ: صلح حدیبیہ کے موقع پر جب حضرت عثمان بن عفانؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایلچی بن کر اہل مکہ کے پاس تشریف لے گئے تو انہوں نے آپؓ کے ساتھ استہزا اور بدکلامی کا معاملہ کیا، بعد میں حضرت عثمانؓ کے چچازاد بھائی ابان بن سعید نے انہیں پناہ دی اور اپنے ساتھ گھوڑے پر بٹھا کر لے گئے، حضرت عثمانؓ کا زیر جامہ (سنت کے مطابق) آدھی پنڈلی تک تھا (جسے سرداران قریش معیوب سمجھتے تھے) چنانچہ ان کے چچازاد بھائی نے کہا کہ بھائی! آپ اتنے متواضع کیوں نظر آرہے ہیں؟ آپ اپنے زیر جامہ کو ذرا نیچے کرلیجے (تاکہ سرداران قریش آپ کو حقیر نہ سمجھیں) بظاہر یہ مشورہ خیر خواہی اور مصلحت پر مبنی تھا لیکن حضرت عثمانؓ اس پر راضی نہ ہوئے بلکہ جواب میں فرمایا: "ہمارے آقا (صلی اللہ علیہ وسلم) کا زیر جامہ ایسا ہی ہے۔" (لہٰذا میں اس طریقے کو چھوڑ نہیں سکتا)۔ (کنزالعمال، ۸۶/۸)

اسی طرح حافظ ابن نعیمؒ اور حافظ ابن مندہؒ روایت کرتے ہیں کہ حضرت جثامہ بن مساحق کنانی رضی اللہ عنہ کو حضرت عمرؓ نے ہرقل شاہ روم کے پاس ایلچی بنا کر بھیجا تھا، وہ ہرقل کے دربار کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: "میں بے خیالی میں ایک کرسی پر بیٹھ گیا اور مجھے پتہ نہ چل سکا کہ میرے نیچے کیا چیز ہے؟ اچانک میں نے دیکھا کہ میں سونے کی کرسی پر بیٹھا ہوں، جب میری نظر اس پر پڑی تو اس سے اتر گیا۔" ہرقل یہ دیکھ کر ہنسا اور کہنے لگا: ہم نے تو (اس کرسی پر بٹھا کر) تمہارا اعزاز کیا تھا، تم اتر کیوں گئے؟ میں نے جواب میں کہا کہ: "میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس جیسی کرسی کے استعمال سے منع فرماتے تھے۔" (کنزالعمال، ۱۵/۷، اصابہ: ۲۲۷/۱)

اس قسم کے واقعات بے شمار ہیں اور ہماری تاریخ اتباع سنت کی ایسی پاکیزہ مثالوں سے لبریز ہے، لیکن ان جیسے واقعات سے جو حقیقت سامنے آتی ہے، وہ یہ ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی مکمل پیروی کرکے دکھائی، جس میں نہ تو خواہشات کا کوئی دخل تھا، نہ تحریف وتاویل کا، نہ غیروں سے ڈرنے کی فکر تھی اور نہ کفار ومشرکین کے تمسخر واستہزا کا کوئی خیال۔

اس کے برعکس، ہمارا حال یہ ہے کہ اگرچہ

زبانی طور پر ہمارا ایمان یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ روئے زمین پر سب سے بہتر سیرت ہے لیکن عملاً ہم نے آپ کی سنتوں میں یہ فرق شروع کردیا ہے کہ جو سنت طبیعت کے موافق ہوا سے تو اختیار کرلیتے ہیں، لیکن جن سنتوں پر عمل کرنے کے لئے طبیعت آمادہ نہ ہو انہیں کبھی یہ کہہ کر چھوڑ دیتے ہیں کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت عادیہ ہے جس کا اتباع ہم پر واجب نہیں، گویا معاذ اللہ! ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت سے بہتر کوئی عادت مل گئی ہے، جسے ہم نے اختیار کرلیا ہے اور کبھی ترک سنت کے لئے یہ بہانہ بنادیتے ہیں کہ فلاں سنت ہمارے موجودہ حالات کے لحاظ سے مصلحت کے مطابق نہیں ہے اور کبھی یہ تاویل کرلیتے ہیں کہ یہ سنت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں تو مشروع تھی، لیکن ہمارے زمانے میں مشروع نہیں ہے۔

ہماری یہ تاویلات جن کا ارتکاب ہم صبح وشام کرتے رہتے ہیں، اس بات کی علامت ہیں کہ ہمارے ایمان میں دراصل محبت کی کمی ہے، اور یہی وہ عظیم اور واضح فرق ہے جو ہمارے اور صحابہ کرامؓ کے ایمان کے درمیان پایا جاتا ہے۔

لہٰذا اگر ہم واقعتاً یہ چاہتے ہیں کہ اس عزت و کرامت اور اس عروج و ترقی کے مستحق بنیں جو قرون اولیٰ میں حضرات صحابہ کرامؓ کو اتباع سنت کی برکت سے حاصل ہو تو پھر یہ ناگزیر ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اسی طرح کریں جس طرح صحابہ کرامؓ نے کرکے دکھائی تھی؟ اس اتباع میں نہ کسی تحریف و تاویل کا کوئی شائبہ ہو، نہ خواہشات نفس کو راضی کرنے کا اور نہ غیروں کے استہزاء سے خوف کا، اس لئے کہ خدا کی قسم! ہمارے لئے نہ یہ سر بفلک عمارتیں سرمایہ عزت ہوسکتی ہیں، نہ یہ عالیشان محلات اور زرق برق لباس سامان افتخار بن سکتا ہے، ہمارے لئے عزت ہے تو اس نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کی ٹھیک ٹھیک پیروی میں ہے جو ایک دن کھاتا اور ایک دن بھوکا رہتا تھا، جو چٹائی پر سویا کرتا تھا جو اپنے پیٹ پر پتھر باندھ کر خندق کھودتا تھا اور جو تعمیر مسجد کے لئے اپنے مبارک ہاتھوں سے اینٹیں ڈھونے کی خدمت انجام دیتا تھا، جب تک ہم اس نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں اپنے آپ کو پوری طرح رنگنے کی کوشش نہیں کریں گے، اس وقت تک ہمیں کوئی عزت اور سرفرازی حاصل نہیں ہوسکتی۔

یہ اسوہ ہم سے مطالبہ کرتا ہے کہ ہم اس طریقے پر اپنے آپ کا محاسبہ کریں اور پھر وہ طریقے سوچیں جن سے مسلمانوں کے دل میں اتباع سنت کی ایسی محبت پیدا کی جائے جس کی موجودگی میں وہ اپنی خواہشات نفس یا غیر اسلامی نظریاتی کے دھوکے میں نہ آسکیں، اس کے لئے عملی طور پر ہمیں یہ اقدامات کرنے ہوں گے۔

۱:... تمام مسلمان عموماً اور اہل علم و دانش اور مبلغین اسلام خصوصاً اپنی زندگی اپنے طرز معیشت اور اپنے طرز معاشرت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل اتباع کریں، خود اہتمام کریں تاکہ ان کی زندگیاں بذات خود سنت نبوی کا حسین عملی نمونہ ہوں۔

۲:... ہر زمانے اور ہر خطے کے مسلمان، وہ اپنے چوبیس گھنٹوں میں سے کچھ تھوڑا سا وقت خواہ وہ نصف گھنٹہ ہی کیوں نہ ہو، سیرت طیبہ کے مطالعے کے لئے وقف کریں اور اس وقت میں وہ خود بھی سیرت کا مطالعہ کریں اور اپنے گھر والوں کو بھی سنائیں اور روزانہ اس بات کا محاسبہ کریں کہ انہوں نے سیرت کے احکام پر کتنا عمل کیا؟

۳:... تمام اسلامی ممالک کی حکومتیں سیرت نبوی کو اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں تعلیم کے ہر مرحلے میں لازمی مضمون کی حیثیت سے داخل نصاب کریں اور نشریاتی اداروں پر روزانہ سیرت و سنت کی تعلیم کے لئے موزوں وقت مقرر کریں۔

۴:... تمام اہل دانش تحریر وتقریر کے ذریعے عوام میں آسان اور عام فہم انداز سے سیرت وسنت کی نشرواشاعت کریں اور قرآن و سنت میں تحریف کرکے انہیں جدید غیر اسلامی نظریات پر منطبق کرنے کی کوشش کی بجائے سیرت وسنت کو اپنی صحیح اور اصلی صورت میں مسلمانوں کے مسائل حیات کے حل کے لئے مشعل راہ بنائیں۔ ☆☆☆

دعوتِ محمدی ہر زمانے کے لئے

دنیا کی تاریخ اٹھا کر دیکھ جایئے، حکیموں اور داناؤں کی سوانح حیات پڑھ جایئے، درویشوں اور عالموں کے کارناموں پر نظر کر جایئے، حضرات انبیاء علیہم السلام کی دعوتوں سے واقفیت حاصل کرلیجئے، دنیا کی بڑی سی بڑی اصلاح، بڑے سے بڑے انقلاب، بڑے سے بڑے اجتہاد کا مطالعہ کرجایئے، ہر اصلاح، ہر دعوت، ہر تبلیغ کسی نہ کسی ملک، کسی نہ کسی قوم کے ساتھ مخصوص و محدود آپ کو ملے گی۔ حضرت مسیح علیہ السلام صرف بنی اسرائیل کو بچانے کے لئے آئے تھے، حضرت ہود، حضرت شعیب، حضرت صالح علیہم السلام سب کا روئے سخن صرف اپنی اپنی قوم کی جانب تھا، دنیا کے اس عالمگیر کلیہ سے اگر کوئی استثناء ہوسکتا ہے تو وہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم (روحی فداہ) کی دعوت و پیام کا تھا۔ رسول اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعوت کسی ایک ملک، کسی ایک قوم کے لئے نہیں بلکہ ہر زمانہ کے لئے ہے، تمدن انسانی کی ہر سطح کے مناسب، حالت بشری کے ہر درجہ کے لئے موزوں اور معاشرت قومی کی ہر شان کے شایاں۔

(مولانا عبدالماجد دریا آبادیؒ)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معاشی حالات!

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی مدظلہ

اللہ تعالیٰ جل شانہٗ اس وسیع وعریض کائنات کے خالق ومالک ہیں اور اس کے ذرہ ذرہ اور چپہ چپہ پر اُسی کی حکمرانی ہے، بڑی بڑی عظیم الشان اور عظیم الجثہ مخلوقات مثلاً فرشتے، سورج، چاند، ستارے، آسمان، عرش، کرسی اور لوح وقلم وغیرہ سب اُسی کے امر تکوینی کے آگے سرنگوں ہیں اور ان میں سے کسی کی مجال نہیں کہ اپنے ''اختیار'' سے ذرہ برابر حرکت کرسکے، سب اُس بااختیار کے آگے بے اختیار ہیں، حضرت انسان کو اگرچہ اچھے اور بُرے اعمال کرنے کے معاملہ میں ایک گونہ اختیار دیا گیا ہے، لیکن باقی معاملات میں باوجود اَشرف المخلوقات اور ''خَلِيْفَةُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ'' ہونے کے وہ بھی مکمل بے بس ہے، مثلاً موت ہی کو لے لیجئے! جب اُس کا وقتِ مقرر آجائے تو اُسے لمحہ بھر کیلئے آگے پیچھے نہیں کیا جاسکتا ''فَاِذَا جَاءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ'' یا غذا کا معاملہ دیکھ لیجئے! ہر انسان زندگی گذارنے کیلئے غذا کا محتاج ہے اور سائنس وترقی کی معراج پر پہنچنے کے باوجود آج تک کسی نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ وہ غذا کی ضرورت سے آزاد ہوگیا ہے، نہیں! بلکہ انسان اس ''احتیاج'' کے آگے سرِتسلیم خم کرچکا ہے۔

رزق، روزی اور غذا کا حصول چونکہ حیاتِ انسانی کی بقاء کے لئے (احکم الحاکمین کی بادشاہی اور کبریائی کے آگے بے بس اور لاچار ہوتے کے ناتے) ناگزیر ہے، اس لئے ابتدائے آفرینش سے انسان معاش کے حصول کے لئے طرح طرح کے جتن کرتا رہا ہے۔

پھر معاش کے سلسلہ میں انسانوں کی دو قسمیں ہوجاتی ہیں: ایک وہ لوگ ہوتے ہیں جنہیں دوسروں کی دولت وجائیداد ورثہ میں مل جاتی ہے یا کوئی اپنی دولت وجائیداد اُن کے نام کردیتا ہے، ایسے لوگوں کو عام طور پر معاشی تگ ودو کی ضرورت نہیں پڑتی، اس لئے اُن کے ذرائع معاش کی تفصیلات جاننے کی جستجو بھی دل میں عام طور سے پیدا نہیں ہوتی۔

دوسرے وہ لوگ ہوتے ہیں، جنہیں دوسروں کی کمائی نہیں ملتی اور انہیں اپنی معاشی ضروریات پوری کرنے کے لئے خود ہی بھاگ دوڑ کرنی پڑتی ہے تو ایسے لوگوں کے ذرائع معاش کے بارے میں جاننے کا داعیہ دل میں پیدا ہوجانا ایک فطری بات ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق بھی مؤخر الذکر طبقہ سے تھا، اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ورثہ میں کوئی قابلِ ذکر دولت یا جائیداد نہیں ملی تھی اور ساتھ ہی ساتھ یہ بات بھی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کثیرُ العیال بھی تھے، اس لئے قدرتی طور پر ایک مسلمان کے دل میں یہ شوق پیدا ہوتا ہے کہ وہ یہ جاننے کی کوشش کرے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے معاش کے سلسلہ میں کیا کیا اسباب اختیار فرمائے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھربار کی مالی ضروریات پوری ہونے کی ظاہری صورت کیا تھی؟ اور یہ کہ ازدواجی زندگی سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رزقِ حلال کمانے کے لئے کون کونسے طریقے اپنائے؟ ہم آئندہ صفحات میں ان ہی سوالات کے جوابات تلاش کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بچپن سے لیکر دارِ فانی سے پردہ فرمانے تک کی معاشی زندگی کے حالات مرتب کرنے کی کوشش کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

لیکن پہلے ایک دو باتیں بطور تمہید ملاحظہ فرمالیجئے:

معاش کی تعریف:

امام محمد بن الحسن الشیبانیؒ اپنی کتاب ''کتاب الکسب'' میں معاش کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اعلم أن المعاش هو عبارة عن ابتغاء الرزق والسعي في تحصيله۔''

(ص:۱۲)

ترجمہ: ''جان لو کہ معاش رزق کی تلاش اور اس کے حصول کے لئے کی جانے والی کوشش کا نام ہے۔''

اسلام میں معاش کی ترغیب:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث مبارکہ میں کسب حلال کی بڑی اہمیت اور فضیلتیں بیان فرمائی ہیں، چند احادیث درج ذیل ہیں:

(۱)...''طَلَبُ الْكَسْبِ فَرِيْضَةٌ

عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ۔"

ترجمہ:"حلال رزق طلب کرنا ہر مسلمان کا فریضہ ہے۔"

(۲)..."طَلَبُ الْحَلَالِ کَمُقَارِعَةِ الْأَبْطَالِ وَمَنْ بَاتَ نَاوِیاً مِنْ طَلَبِ الْحَلَالِ بَاتَ مَغْفُوْرًا لَهٗ"

ترجمہ:"حلال رزق طلب کرنا ایسا ہے جیسے بہادروں سے مقابلہ کرنا (یعنی اس میں مشقت تو ہوتی ہے لیکن) جس شخص نے حلال رزق طلب کرنے کی نیت سے (گھر سے دور) رات گزاری، اس کی رات مغفرت کے ساتھ گزری۔"

فائدہ: یعنی حلال رزق طلب کرنے کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس کے صغیرہ گناہ معاف فرمادیتے ہیں۔

(۳)...إن الرسول صلی اللہ علیہ وسلم صافح سعد بن معاذؓ یوماً فإذا یداہ قد أمجلتا فسأله النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن ذالک فقال: أضربُ بالمرِّ و المسحاۃ فی نخیلی لأنفق علی عیالی، فقبّل رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم یدہ وقال: کفّان یحبّھما اللّٰہ تعالیٰ.

ترجمہ:"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن حضرت سعد بن معاذؓ سے مصافحہ فرمایا تو دیکھا کہ ان کے ہاتھوں میں آبلے پڑے ہوئے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا سبب دریافت فرمایا تو انہوں نے عرض کیا کہ میں اپنے کھجوروں کے باغ میں کدال اور پھاوڑے کے ذریعے کام کرتا ہوں، تاکہ اپنے اہل وعیال کے نان ونفقہ کا بندوبست کرسکوں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دونوں ہاتھ اللہ تعالیٰ کو بڑے محبوب ہیں۔" (۱،۲،۳، کتاب الکسب، ص:۷۳)

کمانا منصب نبوت کے خلاف نہیں:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بشری تقاضوں کی بناء پر اپنی مالی ضروریات اور اہل وعیال کے مالی حقوق ادا کرنے کی غرض سے مختلف بازاروں اور مختلف علاقوں میں تشریف لے جاتے رہتے تھے، کفار کو اس سے بڑی حیرت ہوتی تھی اور اُن کی حیرت کی وجہ یہ تھی کہ وہ کھانے پینے اور کمانے کو منصب نبوت ورسالت کے خلاف سمجھتے تھے، اُن کا خیال تھا کہ ایک ایسا شخص جو ہماری ہی طرح کھانے پینے اور معاشی ضروریات پوری کرنے کا محتاج ہو، وہ نبی ورسول کیونکر بن سکتا ہے؟ بلکہ نبی ورسول تو کسی فرشتہ کو ہونا چاہئے، جو ان دنیاوی بکھیڑوں سے یکسر مستغنی ہو، چنانچہ وہ کہا کرتے تھے:

"مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْأَسْوَاقِ." (الفرقان:۷)

ترجمہ:"(اور یہ کافر لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یوں کہتے ہیں) کہ اس رسول کو کیا ہوا کہ وہ (ہماری طرح) کھانا (بھی) کھاتا ہے اور (انتظام معاش کے لئے ہماری ہی طرح) بازاروں میں چلتا پھرتا ہے۔" (ترجمہ از معارف القرآن)

لیکن اللہ تعالیٰ نے اُن کے اس باطل خیال کو رد کرنے کیلئے آیت نازل فرمائی کہ:

"وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ إِلَّا إِنَّهُمْ لَيَأْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ فِي الْأَسْوَاقِ." (الفرقان:۲۰)

ترجمہ:"اور ہم نے آپ سے پہلے جتنے پیغمبر بھیجے، سب کھانا بھی کھاتے تھے اور بازاروں میں بھی چلتے پھرتے تھے۔" (ترجمہ از معارف القرآن)

مطلب یہ ہے کہ صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی اپنی معاشی ضروریات کے سلسلہ میں کوشش نہیں فرماتے، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جتنے پیغمبر گزرے ہیں اور جن کی نبوت کو یہ اعتراض کرنے والے بھی تسلیم کرتے ہیں، اُن سب نے بھی اپنی ضرورت زندگی کو پورا کرنے کے لئے کوششیں فرمائی ہیں، اور اس سلسلہ میں مختلف پیشے اختیار فرمائے ہیں، جن کی تفصیل علماء کرام نے اپنی کتابوں میں بیان کی ہے، یہاں امام محمد بن الحسنؒ الشیبانیؒ کی کتاب "کتاب الکسب" سے بطور نمونہ چند انبیاء کرام علیہم السلام کے پیشے اختصار کے ساتھ ذکر کیے جاتے ہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام نے زراعت کا پیشہ اختیار فرمایا، حضرت نوح علیہ السلام نے بڑھئی (لکڑی سے مختلف اشیاء تیار کرنے والا) کا پیشہ اختیار فرمایا۔ حضرت ادریس علیہ السلام نے درزی (خیاط) کا پیشہ اپنایا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کپڑا بیچنے کا کاروبار کرتے تھے، یعنی "بزاز" تھے۔ حدیث پاک میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "عَلَيْكُمْ بِالْبَزِّ فَإِنَّ أَبَاكُمْ كَانَ بَزَّازًا"

ترجمہ: "تم بز (کپڑے کی ایک نوع ہے) کی تجارت کو مضبوطی سے اختیار کرو، اس لئے کہ تمہارے باپ (یعنی حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام) کپڑے کے تاجر تھے۔ (ص:۸۶)

حضرت داؤد علیہ السلام نے زرہ (فولاد کا جالی دار کرتہ جو لڑائی میں پہنا جاتا ہے) بنانے کا پیشہ اختیار فرمایا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: "وَعَلَّمْنَاهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ"

ترجمہ: "اور ہم نے حضرت داؤد علیہ السلام کو زرہ بنانے کی صنعت سکھائی۔"

(جاری ہے)

طلاق: اسلام کا عادلانہ نظام

مولانا بلال عبدالحی حسنی ندوی

بلاشبہ نکاح کا بندھن بڑا مضبوط ہوتا ہے پوری زندگی کے لئے وہ ایک عہد و پیمان ہے، لیکن بعض مراحل ایسے بھی آتے ہیں کہ اس رشتہ کو ختم کرنے کی ضرورت دونوں ہی شدت کے ساتھ محسوس کرتے ہیں، ان میں سے کوئی ایک دوسرے کے ساتھ گزارا نہیں کر پاتا، اس کے مختلف اسباب ہو سکتے ہیں، لیکن بعض مرتبہ صورت حال ایسی بن جاتی ہے کہ جان لینا یا جان دینا آسان معلوم ہوتا ہے، لیکن ساتھ نباہنا ناممکن ہوجاتا ہے، اس لئے اس کی ضرورت پڑتی ہے کہ علیحدگی کی بھی کوئی مناسب اور شریفانہ شکل موجود ہو، اسلام نے اس ضرورت کے لئے طلاق کو مشروع کیا، لیکن اس کی ایسی حکیمانہ ترتیب رکھی کہ اس سے بہتر کا تصور مشکل ہے، دوسرے مذاہب میں اول تو نکاح کے بعد علیحدگی کا تصور نہیں ہے اور ہے بھی تو اس کی ضروری تفصیلات نہیں ہیں جو اسلام میں پائی جاتی ہیں اور موجودہ مغربی تہذیب نے تو نکاح ہی کے تصور پر ضرب لگائی ہے اور عورت کو صرف خواہش پوری کرنے کا ذریعہ سمجھ لیا ہے۔

ایک مغرب زدہ ملازمت کے سلسلہ میں دوسرے ملک گیا، واپسی میں لوگوں نے اس سے کہا کہ تمہاری بیوی کا پتہ نہیں ہے کسی کے ساتھ چلی گئی، اس نے کہا کہ ایک بس چھوٹ جائے تو دوسری بس پر سوار ہوجاؤ۔ واقعہ سے مرد اور عورت دونوں کی ذہنیت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ یورپ کا سررشتہ مذہب سے چھوٹ چکا ہے، مذہبی تصورات کی اہمیت ان کے نزدیک صرف مذہبی باب کی رہ گئی ہے اور بس، لیکن جو مذاہب موجود ہیں ان کی شکل جو کچھ بھی ہو، ان میں سے اکثر کے یہاں طلاق کا تصور نہیں ہے اور ہے تو بہت مجمل سا، ہندوؤں کے یہاں تو سات پھیروں کے بعد عورت کی قسمت مرد کے ساتھ اس طرح وابستہ کردی جاتی ہے کہ اگر وہ مرجائے تو عورت کے لئے بھی اس کی چتا میں جل کر خاک ہوجانا اس کے پاک ہونے کی دلیل ہے اور دسیوں ایسے واقعات اخبارات کی زینت بنتے رہتے ہیں جن میں عورتوں سے پیچھا چھڑانے کے لئے ان کو جلاکر مارڈالنے کا تذکرہ ہوتا ہے۔

زوجین میں کبھی کبھار علیحدگی کی جو ضرورت پیش آتی ہے، اس کی تکمیل کے لئے اسلام نے طلاق کو مشروع کیا ہے، لیکن حدیث میں صاف صاف کہا گیا ہے:

”ابغض الحلال الی اللہ تعالٰی الطلاق۔“ (سنن ابی داؤد:۲۱۸۰)

ترجمہ:”اللہ کے نزدیک حلال چیزوں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ چیز طلاق ہے۔“

زوجین کے درمیان تفریق کو بہت ہی ناپسندیدہ عمل قرار دیا گیا ہے، ابلیس روزانہ جب اپنے کارندوں کی کارکردگی جاننے کے لئے سمندر پر اپنا تخت لگاتا ہے اور شیاطین آکر اپنے اپنے کارنامے سناتے ہیں تو ابلیس کسی کی کارکردگی سے اتنا خوش نہیں ہوتا جتنا اس شیطان سے خوش ہوتا ہے جو زوجین میں تفریق کرادے۔ حدیث میں آتا ہے کہ وہ اس شیطان کے لئے کھڑا ہوجاتا ہے اور اس کو چمٹا لیتا ہے، الفاظ حدیث یہ ہیں:

”فیدنیه منه ویقول نعم انت۔“

(صحیح مسلم:۲۸۱۳)

ترجمہ:”تو وہ اس کو قریب کرتا ہے اور کہتا ہے تو کیا ہی اچھا ساتھی ہے۔“

قرآن و حدیث کی تعلیمات بتاتی ہیں کہ اگر زوجین میں اس طرح کی ناچاقی پیدا ہو تو سب سے پہلے دونوں خود ہی مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کریں اور اپنی اپنی غلطی پر ٹھنڈے دل سے سوچیں اور اگر براہ راست یہ ممکن نہ ہو تو خاندان کے صاحب فہم اور صاحب اثر لوگوں کو بیچ میں ڈال کر صلح کی بہتر شکل اختیار کریں، پھر اگر یکجائی کی کوئی صورت باقی نہ رہ جائے بلکہ ساتھ رہنے کے نتیجہ میں انتشار بڑھ جانے کا خطرہ ہو اور دوسرے خطرات سامنے آنے لگیں تو ضرورتاً علیحدگی کی اجازت دی گئی ہے اور اس کو اسلامی شریعت میں ”طلاق“ کہا جاتا ہے۔

طلاق کے بارے میں اسلامی ہدایات کو دیکھ کر بے ساختہ یہ بات ذہن میں آتی ہے کہ یہ اس حکیم وخبیر کا دیا ہوا نظام ہے جو مرد وعورت کی نفسیات سے واقف ہی نہیں بلکہ ان کا خالق بھی ہے:

”الا یعلم من خلق وھو اللطیف الخبیر“ (الملک:۱۴)

ترجمہ:”کیا وہ نہ جانے جس نے پیدا کیا وہ تو بڑا باریک بین اور بہت ہی خبر رکھنے والا ہے۔“

ماہواری کے دنوں میں عورت کا مزاج چڑچڑا

ساہوجاتا ہے، کمزوری کی بنا پر قوت برداشت اس میں کم سے کم ہوجاتی ہے، اس کے علاوہ اکثر اس کے رنگ روپ پر بھی اس کا اثر پڑتا ہے، ایسی صورت میں شوہر سے ناچاقی ہوجانا، کسی بات پر جواب دے دینا کوئی فطرت کے خلاف عمل نہیں ہے اور اس کا خطرہ زیادہ ہے کہ مرد بھی اس کے ردعمل میں کوئی ایسا اقدام کر بیٹھے کہ پھر بعد میں اس کو پچھتاوا ہو، اسلامی شریعت نے ان دنوں میں طلاق کو سخت نامناسب قرار دیا ہے، اگر کوئی ان دنوں میں طلاق دیتا ہے تو وہ سخت گناہ کا مرتکب قرار پاتا ہے، اس طرح سے طلاق کا ایک بڑا دروازہ ہی بند کر دیا گیا۔

اسلامی ہدایات کا ایک حصہ یہ بھی ہے کہ طہارت کے جن دنوں میں وہ اپنی بیوی کے پاس گیا ہو اور اپنی ضرورت پوری کی ہو، ان دنوں میں بھی طلاق نہ دے، اس لئے کہ یہ ایک طرح کی خودغرضی بھی ہے اور دوسرے یہ کہ ضرورت پوری ہوجانے کے بعد ہوسکتا ہے کہ وہ کشش میں کچھ کمی محسوس کرے اور کوئی بھی واقعہ طلاق کا پیش خیمہ بن جائے، اسلام نے اس دروازے کو بند کر دیا اور طلاق کی اجازت ان دنوں میں دی جب وہ بیوی کی طرف رغبت رکھتا ہو تاکہ خود اس کو بھی بعد میں پچھتاوا نہ ہو اور کسی کا حق بھی نہ مارا جائے۔

طلاق کی تعداد کے سلسلہ میں بھی عام طور پر لوگ بات سمجھ نہیں پاتے اور تذبذب کا شکار ہوجاتے ہیں، اکثر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جب تک تین طلاقیں نہ دی جائیں طلاق پڑتی ہی نہیں، جب کہ واقعہ یہ ہے کہ اسلام نے ایک ہی وقت میں تین طلاقوں سے منع کیا ہے، شریعت اسلامیہ کی ہدایت یہ ہے کہ اگر ضرورت ہو تو مذکورہ بالا شرائط کے ساتھ ایک طلاق دی جائے اور علیحدگی اختیار کر لی جائے، عدت پوری ہوتے ہی ایک طلاق پڑ جائے گی، اس کا بڑا فائدہ یہ ہے کہ اگر بعد میں مرد کو اپنی غلطی کا احساس ہو تو ابھی اس کے لئے دروازہ بند نہیں ہوا وہ عدت کے دوران اپنی بیوی سے رجوع کر لے یا عدت کے بعد دوبارہ نکاح کر لے، شوہر کو اس کی اجازت ہے، پھر آئندہ اگر طلاق کی ضرورت وہ دوبارہ محسوس کرتا ہے تو پھر ان ہی شرائط کے ساتھ وہ ایک طلاق دے، لیکن اب بھی اس کے لئے دروازہ کھلا ہوا ہے وہ رجوع کر سکتا ہے اور بغیر کسی شرط کے نکاح دوبارہ کر سکتا ہے، البتہ اگر پھر تیسری مرتبہ طلاق دی تو اس نے دروازہ بند کر دیا، اب یہ دروازہ کھولا جاسکتا ہے مگر بڑی دشواریوں کے بعد اس کی شکل صرف یہی ہے کہ اس کی بیوی عدت پوری کرے پھر کوئی دوسرا مرد اس سے نکاح کر لے، اس کے بعد وہ طلاق دے دے تو دوبارہ اس عورت کا نکاح اس کے پہلے شوہر سے ہوسکتا ہے، لیکن غور کرنے کی بات یہ ہے کہ اگر مذکورہ بالا اسلامی طریقہ کے مطابق طلاق دی جائے اور اسی ترتیب کا خیال رکھا جائے تو کیا اس کی ضرورت پیش آسکتی ہے؟ یقیناً جواب نفی میں ہوگا، لاکھوں میں کوئی واقعہ ایسا ہو تو ہوسکتا ہے۔

موجودہ صورتحال میں جو دشواریاں پیش آرہی ہیں وہ صرف اس لئے ہیں کہ طلاق کے اسلامی طریقہ سے واقف نہیں ہیں، بغیر کسی خیال کے ایک ہی مجلس میں غصہ میں آکر تین طلاقیں دے کر پوچھتے ہیں کہ اب دوبارہ نکاح کی کیا شکل ہوگی؟ ظاہر ہے کہ اب مسئلہ دشوار تر ہوگیا مگر یہ دشواری آخر کس نے پیدا کی؟ اگر ایک ہی طلاق شریعت کے حکم کے مطابق دی ہوتی تو کیا یہ صورت بنتی؟ بات صاف ہے کہ جواب نفی میں ہوگا۔

یہ بھی اسلامی ہدایات کا ایک اہم حصہ ہے کہ طلاق کی کنجی مرد کے پاس رکھی گئی ہے، خود ساختہ حقوق انسانی کے علمبردار بن کر عورتوں کے ساتھ ہمدردی جتانے والے لاکھ شور وغوغا کریں، لیکن حقیقت پسند خواتین خود اسلام کے اس نظام پر جو عافیت محسوس کرتی ہیں وہ نفسیات کے ماہرین سمجھ سکتے ہیں، اگر یہ کنجی عورتوں کے پاس ہوتی تو شاید طلاق کی شرح کئی گنا بڑھ جاتی، اللہ تعالیٰ نے جو قوت ضبط مردوں میں رکھی ہے وہ عورتوں میں نہیں ہے، اس میں کوئی شبہ نہیں بعض خواتین اس وصف میں بہت سے مردوں سے آگے ہوتی ہیں، لیکن قوانین استثنائات کو سامنے رکھ کر نہیں بنائے جاتے وہ عمومی صورت حال کو سامنے رکھ کر بنائے جاتے ہیں۔

طلاق کی شکلوں میں ایک مشروع شکل خلع کی بھی ہے، اس میں عورتوں کے لئے ایک راستہ کھلا چھوڑ دیا گیا ہے، لیکن کچھ بندشوں کے ساتھ، اگر کوئی عورت اپنے شوہر کے ساتھ رہنے پر آمادہ نہیں ہے تو وہ کچھ لے دے کر اپنے شوہر سے معاملہ کر سکتی ہے اور علیحدگی اختیار کر سکتی ہے اور اگر شوہر بیوی کے حقوق کی ادائیگی پر قادر نہیں یا اس میں کوتاہی کرتا ہے، نان نفقہ ادا نہیں کرتا یا اس پر بے جا ظلم کرتا ہے اور باز نہیں آتا تو عورت کو اسلامی عدالت میں جانے کا حق ہے، وہاں سے اس کو خلاصی مل سکتی ہے، جہاں اسلامی نظام حکومت قائم نہ ہو اور جمہوریت ہو وہاں بھی مسلمانوں کے دارالقضا قائم کر کے اپنے داخلی معاملات حل کرنے کی اجازت ہے، ایسی صورت میں قاضی شریعت کو مخصوص صورتوں میں نکاح فسخ کرنے کا بھی اختیار ہوتا ہے، ایسے اداروں سے بھی خواتین اپنے مسائل حل کرا سکتی ہیں۔ حاصل یہ ہے کہ طلاق کے باب میں بھی اسلام نے ایسا معتدل متوازن اور عادلانہ نظام پیش کیا ہے کہ کوئی مذہب اس کا آدھا پونا ہی پیش کر کے بتادے۔

(بشکریہ پندرہ روزہ تعمیر حیات لکھنؤ، نومبر ۲۰۱۶ء)

معتمد اور غیر معتمد تفاسیر

آج کل جدیدیت کا دور ہے، عصری اداروں کا پروردہ ہر چیز میں جدت کا متقاضی ہے، اس چیز کو دیکھتے ہوئے کئی ایک ملحدین اور متجددین نے تفسیر بالرائے کو اپنا وطیرہ بنایا اور وہ تفسیریں عصری علوم کے حاملین وطالبین کے نظر میں پسندیدگی کی سند لینے لگی، جس سے سادہ لوح مسلمان بھی ان کے دام تزویر میں آنے لگے۔ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت مولانا فضل محمد صاحب (استاذ الحدیث جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی) نے ان تمام ملحدین اور متجددین کی تفسیروں کو سامنے رکھ کر قرآن وسنت کی نصوص، صحابہ کرامؓ کے اقوال اور ائمہ مجتہدین کی تصریحات کی روشنی میں ان کے ابطال اور ان کی تفسیر بالرائے کے نقصانات کو واضح فرمایا۔ چونکہ یہ مضمون اپنے موضوع کی بناپر طویل ہوگیا تو انہوں نے اس کا نام ''معتمد اور غیر معتمد تفاسیر'' رکھ کر اسے کتابی شکل میں شائع کردیا۔ افادہ عام کی غرض سے اس مضمون کو قسط وار ہفت روزہ ''ختم نبوت'' میں شائع کیا جارہا ہے۔ (ادارہ)

(۹) حضرت مولانا فضل محمد یوسف زئی مدظلہ

تبصرہ

یہاں مودودی صاحب نے بہت غلط ترجمہ کیا ہے جس سے صحابہ کرام کی شان بہت گھٹ جاتی ہے کیونکہ یہ ان پر الزام ہے کہ وہ مال کی محبت میں گرفتار تھے سوال یہ ہے کہ بے شک صحابہ کرام مال غنیمت اکٹھا کرنے کے لیے جبل رماۃ کے مورچہ سے اتر کر چلے گئے تھے مگر یہ تو کوئی چھینا جھپٹی نہیں تھی کہ جس کے ہاتھ میں جو کچھ آگیا وہ اسی کا ہوگیا اسلام کا قاعدہ تو یہ ہے کہ مال غنیمت سب کے سب بیت المال میں جمع ہوجاتا ہے پھر مجاہدین پر تقسیم ہوتا ہے اس میں مال غنیمت کی محبت میں گرفتار ہونے کا کیا کام ہے جمہور مفسرین سے کٹ کر اسی طرح دھکے کھانے پڑ جاتے ہیں۔ نوجوانوں سے اپیل ہے کہ اس جیسے آزاد خیال لوگوں کی تفاسیر سے احتراز کریں۔

غلطی نمبر (۴) جدید وقدیم فلاسفہ اور اکثر قدیم سائنسدانوں نے سات آسمانوں کا انکار کیا ہے اور اس کے ضمن میں انہوں نے واقعہ معراج کا انکار کیا ہے مولانا مودودی صاحب نے سورۃ بقرۃ کی آیت ۲۹ کی تفسیر میں سات آسمانوں کی حقیقت اور اس کے تعین کو مشکل قرار دیا ہے اور آسمانوں سے متعلق سابقہ دانشوروں کے بدلتے تصورات اور بدلتے مشاہدات کو قرآن کی تفسیر کے لیے ناکافی قرار دیکر آسمانوں سے متعلق ایک نیا عجیب تصور قائم کردیا ہے تفہیم القرآن ج ا ص:۶۱ کو دیکھئے اور یقین کیجئے کہ اس سے سینکڑوں احادیث کا انکار لازم آتا ہے اور واقعہ معراج کی تفصیلات بے بنیاد ثابت ہوجاتی ہیں یہ سب کچھ سابقہ جمہور مفسرین کے شاہراہ اعظم کو چھوڑنے اور نئے ڈگر پر چلنے کا نتیجہ ہے نوجوانوں کو چاہیے کہ وہ اپنے ایمان کی حفاظت کریں جو بڑی دولت ہے۔

غلطی نمبر (۵) سورۃ بقرہ آیت ۶۳ کی تفسیر میں مودودی صاحب نے معتزلی مزاج کے مطابق رفع طور کا انکار کیا ہے اور اس کو ایک ڈراؤنی تصوراتی صورت قرار دیا ہے۔ مودودی صاحب نے آیت کا ترجمہ اس طرح کیا ہے ''یاد کرو وہ وقت جب ہم نے طور کو تم پر اٹھا کر تم سے پختہ عہد لیا تھا''۔ ترجمہ کے بعد مودودی صاحب نے حاشیہ کی تفسیر میں لکھا ہے ''اس واقعے کو قرآن میں مختلف مقامات پر جس انداز سے بیان کیا گیا ہے اس سے یہ بات صاف ظاہر ہوتی ہے کہ اس وقت بنی اسرائیل میں ایک مشہور ومعروف واقعہ تھا لیکن اب اس کی تفصیلی کیفیت معلوم کرنا مشکل ہے بس مجملا یوں سمجھنا چاہیے کہ پہاڑ کے دامن میں میثاق لیتے وقت ایسی خوفناک صورت حال پیدا کردی گئی تھی کہ ان کو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا پہاڑ ان پر آپڑے گا ایسا ہی کچھ نقشہ سورۃ الاعراف آیت ۱۷۱ میں کھینچا گیا ہے۔ (تفہیم القرآن ج ا ص ۸۳)

تبصرہ

جناب مودودی صاحب نے بنی اسرائیل پر کوہ طور اٹھائے جانے اور لٹکائے جانے کو حسی اور مادی عمل کے بجائے ایک تصوراتی عمل اور موہومی عمل ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے جو برصغیر کے اہل باطل مفسرین نے اپنی تفسیروں میں ظاہر کیا ہے حالانکہ قرآن کی ظاہری آیت ﴿وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّورَ﴾ کا ترجمہ صاف صاف حسی اور مادی اٹھائے جانے کا اعلان کرتا ہے مودودی صاحب کے ترجمہ میں بھی یہی چیز ہے پھر آیت ﴿وَإِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ﴾ میں واضح کردیا گیا ہے کہ ہم نے پہاڑ کو دو ٹکڑے کرکے پھاڑ دیا اور ان کے اوپر سائبان کی طرح لٹکا دیا۔ سید قطب اور دیگر مفسرین اس کو معجزہ قرار دے رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے معجزاتی طور پر ان پر پہاڑ لٹکا دیا جب معجزاتی طور پر اٹھایا گیا تھا تو وہ مادی اور حسی طور پر تھا نہ کہ تصوراتی اور خیالی اور وہمی اور فرضی طور پر تھا۔ جو مودودی صاحب کا خیال ہے، ہمیں اس پر تعجب ہے کہ یہ طریقہ صرف مودودی صاحب نے تفسیر میں نہیں اپنایا بلکہ یہ طرز تفسیر تقریباً تمام اہل باطل تفاسیر نے اپنایا ہے امین احسن اصلاحی نے اپنی تفسیر تدبر قرآن جلد ا ص:۱۹۹ پر اس کو اسی طرح فرضی معاملہ قرار دیا ہے جاوید احمد غامدی نے بھی دبے

دیے الفاظ میں یہی معاملہ بتایا ہے لیکن جمہور مفسرین اس کو اللہ تعالیٰ کی قدرت اور حسی مادی طور پر پہاڑ کے اٹھائے جانے کو معجزہ قرار دے رہے ہیں مگر اپنے ڈھب پر تفسیر کرنے والے اہل باطل اس کو تصوراتی، خیالی، وہمی اور فرضی قرار دے رہے ہیں۔

غلطی نمبر(۶) ﴿فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا﴾ (انعام آیت:۷۶) چنانچہ جب رات ان پر طاری ہوئی تو اس نے ایک تارا دیکھا کہا یہ میرا رب ہے۔

تبصرہ

جناب ابوالاعلیٰ مودودی صاحب نے اس آیت کی لمبی تفسیر میں بڑی دو غلطیاں کیں۔ایک غلطی یہ کی کہ ان کے کلام کا مفہوم یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام چونکہ کفر وشرک کے ماحول میں پیدا ہوئے تھے توحید کی تعلیم ان کو کہیں سے نہیں مل سکتی تھی وہ اس وقت نبی اور پیغمبر کے منصب پر فائز بھی نہیں تھے گردوپیش میں کفر وشرک کا دوردورہ تھا لہٰذا حق تک پہنچنے میں بڑی جدوجہد اور لمبی جستجو کی ضرورت تھی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہی حق کی جستجو کا آغاز کیا اس میں وہ حق بجانب تھے اگر وہ توحید پر نہ تھے تو یہ ایک عارضی حالت تھی جو قابل گرفت نہیں ہوتی ہے۔

اس لمبے کلام کے مفہوم سے علماء نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ مولانا مودودی صاحب کے نزدیک ابراہیم علیہ السلام نبوت سے پہلے توحید پر نہ تھے اس سے علماء نے مودودی صاحب کو اس الزام کا نشانہ بنایا کہ وہ نبوت سے پہلے کسی نبی کو کفر وشرک سے معصوم نہیں سمجھتے ہیں تفہیم القرآن کی عبارت کے پہلے حصے سے یہ مفہوم اخذ کیا جاسکتا ہے اور یہی کلام مجموعی طور پر غلط ہے۔

اس لمبی عبارت میں مودودی صاحب نے جو دوسرا حصہ پیش کیا ہے اس سے یہ مفہوم نکلتا ہے کہ اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چاند سورج اور تاروں کو اپنا رب کہا ہے تو اس میں اس لیے حرج نہیں تھا کہ یہ استقراری اور استقلالی عمل نہیں تھا بلکہ یہ طالب حق کا ایک سفر تھا اور اثنائے سفر میں اگر حق کی جستجو کے لیے عارضی طور پر کفر وشرک کا ارتکاب ہوجائے تو اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔مودودی صاحب نے لمبی عبارت میں کئی مثالیں پیش فرمادیں اور پھر فیصلہ سنادیا کہ "لیکن وہ ایک خاص دن تھا جب ایک تارے کے مشاہدے نے ان کے ذہن کو اس راہ پر ڈال دیا جس سے بالآخر وہ توحید الٰہ کی مرکزی حقیقت تک پہنچ کر رہے۔(تفہیم القرآن سورۃ الانعام:۷۶)

تبصرہ

مودودی صاحب کی عبارت کے پہلے حصے اور دوسرے حصے سے علماء نے یہ نتیجہ نکالا کہ مودودی صاحب نے حضرت ابراہیم کو مرتکب شرک قرار دیا ہے گو ایک لمحہ کے لیے ہو، اس سے عصمت انبیاء کا مسئلہ کھڑا ہوگیا چونکہ مودودی صاحب عصمت انبیاء کے بارے میں پہلے سے کمزور جملے ارشاد فرماچکے تھے۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بڑے گناہ یعنی قتل قبطی کا ملزم ٹھہرایا، حضرت یونس کو فریضۂ رسالت میں کوتاہی کرنے والا قرار دیا اس لیے علماء کو اس طرح فیصلہ کرنے میں آسانی پیدا ہوگئی کہ اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو معصوم نہیں سمجھا اور یہ عصمت انبیاء کے مخالف ہیں۔حالانکہ ان آیات میں جو "ھذا ربی" کا جملہ ہے یہ استفہام انکاری ہے یعنی کیا یہ میرا رب ہے؟ نہیں نہیں یہ میرا رب نہیں ہے۔

میں تو وہی بات عرض کرتا ہوں کہ اگر مودودی صاحب جمہور مفسرین کے ساتھ ہوتے تو یہ صورت بد سامنے نہ آتی جمہور کے ساتھ رہنے میں عافیت ہے الگ ہونے میں خطرات ہیں۔ (جاری ہے)

اظہار تعزیت

کراچی (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، نائب امیر مرکزیہ حافظ ناصر الدین خاکوانی و مولانا خواجہ عزیز احمد، ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمن جالندھری، مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا خواجہ خلیل احمد، مولانا حافظ محمد اکرم طوفانی، مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، مفتی خالد محمود، مفتی مزمل حسین کپاڈیا، قاری فیض اللہ چترالی، علامہ احمد میاں حمادی، مولانا قاضی احسان احمد، محمد انور رانا، محمد وسیم غزالی، مولانا امان اللہ خالدی ودیگر نے اتحاد تنظیمات مدارس دینیہ اور وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے صدر، مولانا حسین احمد مدنیؒ کے تلمیذ رشید، فاضل دارالعلوم دیوبند، جامعہ فاروقیہ کراچی کے بانی، مہتمم وشیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان کی رحلت پر انتہائی غم وصدمہ کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ مولانا سلیم اللہ خان بزرگوں کی نشانی تھے۔ آپ کا وجود باعث رحمت برکت تھا، آپ کی رحلت سے جو خلا پیدا ہوا ہے، اس کا پُر ہونا آسان نہیں، آپ نے نصف صدی سے زیادہ حدیث کی بے مثال خدمت کی ہے اور وفاق المدارس العربیہ کی صدارت جیسی اہم ذمہ داری کو بحسن وخوبی نبھایا ہے۔آج آپ کے انتقال سے اہل مدارس، علماء، صلحا اور طلبا سب یتیم ہوگئے ہیں۔دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ نصیب فرمائے اور ہم سب لواحقین سمیت اہل خانہ کو صبر جمیل نصیب فرمائے۔آمین۔

تحفظ ختم نبوت کی خاطر قربانیاں

پہلی قسط

مولانا حذیفہ وستانوی

اللہ رب العزت نے اشرف الخلائق حضرت انسان کی ہدایت کے لیے کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا، سنت اللہ کے مطابق اس سلسلۃ الذہب کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کیا، کیوں کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کا دستور ابتدائے آفرینش سے چلا آیا ہے کہ ہر چیز کا مبدأ بھی لازم ہے اور منتہاء بھی، چاہے وہ مادی ہو یا روحانی، لہٰذا نبوت کے اس وہبی دستور کے مطابق حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام سے سلسلۂ نبوت کا آغاز ہوا، اور حبیب کبریاء، احمد مصطفیٰ محمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ سلسلۂ نبوت ختم ہوا، گویا یہ ایک قدرتی قانون کے تحت ہوا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ایک انقلاب آفریں بعثت ہے، آپ کی بعثت سے دنیا میں تمام ظلمتیں چھٹ گئیں، دنیا جو ظلمت کدہ بنی ہوئی تھی پُرنور اور روشن ہوگئی، جس کی برکتوں کے اثرات آج چودہ صدیوں کے بعد بھی محسوس کیے جارہے ہیں اور قبیل قیامت تک محسوس کیے جاتے رہیں گے اور پھر حشر ونشر میں بھی اور میزان وحساب میں بھی آپ کی برکتیں جلوہ گر ہوں گی۔ ان شاء اللہ!

آپ کی وفات حسرت آیات کے بعد عظیم فتنوں نے سر اٹھایا، مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غیرت ایمانی، حمیت اسلامی، بلند حوصلگی اور حکمت عملی نے تمام فتنوں کو ایک سال سے بھی کم عرصے میں کافور کرکے رکھ دیا۔ اللہ تعالیٰ آپ رضی اللہ عنہ کو پوری امت کی طرف سے بہترین بدلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

عجیب بات:

یہ بات تعجب خیز ہے کہ اہل کتاب یہود ونصاریٰ نے سب سے پہلے اسلام کے خلاف جو سازش رچی وہ تھی عقیدۂ ختم نبوت پر کاری ضرب، اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جو پانچ افراد نے دعوۂ نبوت کیے، الاستاذ جمیل مصری کی تحقیق کے مطابق ان سب کے اہل کتاب یہود ونصاریٰ کے ساتھ گہرے مراسم تھے۔ تاریخ کے مستند حوالوں سے اپنی تحقیقی کتاب "اثر اهل الكتاب في الحروب و الفتن الداخلية في القرن الاول" میں ثابت کیا ہے۔ دوسری جانب حضرات صحابہ کرامؓ نے بھی اس کو گویا بھانپ لیا، خاص طور پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اور آپ نے "أ ينقص الدين وانا حيّ" کا تاریخی جملہ کہہ کر صحابہ کرامؓ کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت خوب اچھی طرح سمجھیں اور تاریخ کے رُخ پھیر دینے والے اس فتنے کی سرکوبی کے لیے کمربستہ ہوجائیں۔ الحمدللہ! حضرت ابوبکرؓ کی کوششوں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے صحابہ کرامؓ نے اس بات پر اجماع کرلیا کہ عقیدۂ ختم نبوت کو تحفظ فراہم کیا جائے، نبوت کے دعویداروں کو کافر قرار دیا جائے اور ان کے خلاف جہاد فرض گردانا جائے، اس طرح یہ صحابہ کرامؓ کا سب سے پہلا اجماع منعقد ہوگیا کہ ختم نبوت کا تحفظ ایک اہم ترین فریضہ ہے اور دعویٰ نبوت کرنے والا کافر ہے، اس سے جہاد فرض ہے۔

بس پھر کیا تھا، اس عقیدے کے تحفظ کی خاطر مدینہ سے گیارہ لشکر ان مدعیان نبوت کی سرکوبی کے لیے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے حکم پر میدان کارزار میں کود پڑتے ہیں اور دیکھتے ہی دیکھتے ایک سال سے بھی کم عرصہ میں یا تو مدعیان نبوت اپنے انجام کو پہنچ جاتے ہیں، یا توبہ وانابت کرکے دوبارہ اسلام میں داخل ہوجاتے ہیں۔

قائدین	جہت
۱-خالد بن سعید بن عاص	مشارف بلاد شام
۲-عمرو بن العاص	دومۃ الجندل
۳-خالد بن ولید	بُزاخہ، البطاح، یمامہ
۴-عکرمہ بن ابی جہل	یمامہ، عمان ومہرہ، حضرموت، یمن
۵-شرحبیل بن حسنہ	یمامہ، حضرموت
۶-علاء ابن الحضرمی	بحرین، دارین
۷-حذیفہ بن محصن الغلفانی	عمان
۸-عرفجہ ابن ہرثمہ البارقی	عمان، مہرہ، حضرموت، یمن
۹-طریفہ بن حاجز	شرق حجاز، بنو سلیم کی طرف
۱۰-مہاجر بن ابی امیہ	یمن، کندہ، حضرموت
۱۱-سوید ابن مقرن المزنی	تہامۃ الیمن

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بارے میں حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں: "واللّٰہ الذی لا الٰہ الا ہو

لَولاَ أنَّ ابا بکرٍ اُستخلِفَ مَا عُبِدَ اللّٰہ" اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں، اگر ابوبکرؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلیفہ نہ بنائے جاتے تو اللہ کی عبادت نہ کی جاتی۔ (رواہ البیہقی بحوالہ ازالۃ الخفاء، ج:۳، ص:۳)

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں:

"لَقد قُمنا بعدَ رسولِ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم مقاماً کِدنَا نَھلکُ فیہ لو لاَ اَنّ اللّٰہ مَنَّ علینا بابی بکر اجمعنا علی ان لا نقاتلَ علی ابنۃ مخاض وابنۃ لبون وان ناکل قُرَیٰ عربیۃ ونَعبُدَ اللّٰہَ حتی یاتینا الیقینُ نَعزمُ اللّٰہ لابی بکر علی قِتالِھِم۔"

(التاریخ الکامل لابن اثیر، ج:۲، ص:۲۰۵)

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات حسرت آیات کے بعد ہم ہلاکت خیز حالات سے دوچار ہو گئے تھے: مگر اللہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جیسی بصیرت افروز) شخصیت کے ذریعہ ہم پر احسان عظیم کیا، ہم لوگ (یعنی جماعت صحابہ) یہ طے کر چکے تھے کہ مانعین زکوٰۃ کے ساتھ قتال نہیں کریں گے اور جو کچھ تھوڑا بہت رزق میسر آئے گا اس پر اکتفا کریں گے اور اس طرح موت تک اللہ کی عبادت کرتے رہیں گے: مگر اللہ رب العزت نے حضرت ابوبکرؓ کو مانعین کے ساتھ قتال کا پختہ حوصلہ دیا۔

مورخ کبیر، مفکر اسلام حضرت مولانا علی میاں ندویؒ بیسویں صدی میں مسلمانوں کی گمراہیوں کو دیکھ کر دل برداشتہ ہو کر فرماتے تھے: "رِدّۃ ولا ابا بکرٍ لھا" کہ ارتداد نے ایک بار پھر زور دار سر اٹھایا ہے: مگر افسوس اس کا مقابلہ کرنے کے لیے ابوبکرؓ جیسا حوصلہ نہیں، ان جیسی حمیت وغیرت نہیں، اس موضوع پر آپ کی مستقل کتاب ہے۔ واقعتاً حضرتؒ نے بالکل درست کہا جیسی فکری یلغار حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور میں تھی آج بھی ویسی ہی کیفیت ہے، تب ابوبکرؓ تھے: مگر آج کوئی ابوبکر تو کیا ان کا عشر عشیر بھی نہیں، اللہ ہی مدد اور حفاظت فرمائے، آمین!

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور میں تحفظ ختم نبوت کی خاطر ہزاروں صحابہ کرامؓ نے اپنی جانوں کو قربان کر دیا، بیسویں صدی میں تحفظ ختم نبوت کے لیے نمایاں خدمات انجام دینے والوں میں حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا نام سر فہرست ہے، آپ فرماتے ہیں:

"جو لوگ تحریک ختم نبوت میں جہاں جہاں شہید ہوئے، ان کے خون کا جوابدہ میں ہوں، وہ عشق رسالت میں مارے گئے، اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں، ان میں جذبہ شہادت میں نے پھونکا تھا" (حضرت عطاء اللہ شاہ بخاری نور اللہ مرقدہ کی تحریک کی وجہ سے ختم نبوت کے لیے امت میں بیداری پیدا ہوئی اور امت مسلمہ ہندیہ پورے جوش وجذبہ کے ساتھ میدان کارزار میں کود پڑی، جب کچھ جدید تعلیم یافتہ لوگوں نے دیکھا کہ بہت سے لوگ اس تحریک کی خاطر شہید ہو رہے ہیں تو انھوں نے اپنے آپ کو اس تحریک سے علیحدہ کر کے یہ ثابت کرنا چاہا کہ جو لوگ مارے گئے یا مارے جا رہے ہیں، ہم اس کے ذمہ دار نہیں، تب پھر حضرت نے اپنی تقریر میں کہا) جو لوگ ان کے خون سے دامن بچانا چاہتے ہیں، میں ان سے کہتا ہوں کہ میں حشر کے دن بھی، ان کے خون کا ذمہ دار ہوں گا، کیوں کہ ختم نبوت سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بھی سات سو حفاظ قرآن، تحفظ ختم نبوت کی خاطر شہید کروا دیئے تھے (اور غیر حافظوں کی تعداد اس سے تقریباً دوگنی ہوگی)۔" (تحریک ختم نبوت کا آغاز شورش کاشمیری، بحوالہ روزنامہ اسلام)

صداقت کے لیے گر جان جاتی ہے تو جانے دو
مصیبت پر مصیبت سر پہ آتی ہے تو آنے دو

مناظر اسلام مولانا لعل حسین اخترؒ نے بڑا عجیب شعر کہا ہے:

جلادو، پھونک دو، سولی چڑھا دو خوب سن رکھو
صداقت چھپ نہیں سکتی ہے جب تک جان باقی ہے

خلاصہ یہ کہ اسلامی دور حکومت میں، جب بھی کسی نے ختم نبوت پر حملہ کیا، یا حرف زنی کی، مسلمان خلفاء وامراء نے ان کو کیفر کردار تک پہنچا دیا، جس کی سیکڑوں مثالیں تاریخ کے سینے میں محفوظ ہیں، تو آئیے! مدعیان نبوت اور منکرین ختم نبوت کے بدترین انجام پر ایک نظر ڈالتے ہیں:

شمار	منکرین ختم نبوت	انجام	سن انجام	دور خلافت وحکومت
۱	عبہلہ بن کعب معروف باسود العنسی	قتل ہوا	۱۱ ہجری	حضرت ابوبکر صدیقؓ
۲	مسیلمہ بن کبیر حبیب الکذاب	قتل ہوا	۱۱ ہجری	حضرت ابوبکر صدیقؓ
۳	مختار بن ابو عبید ابن مسعود ثقفی	قتل ہوا	۶۷ ہجری	حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ
۴	حارث ابن سعید کذاب	قتل ہوا	۷۹ ہجری	عبدالملک ابن مروان
۵	مغیرہ ابن سعید عجلی	قتل ہوا	۱۱۹ ہجری	ہشام بن عبدالملک بن مروان
۶	بیان ابن سمعان	قتل ہوا	۱۲۶ ہجری	ولید ابن یزید
۷	اسحاق اخرس	قتل ہوا	--	خلیفہ ابوجعفر منصور

شمار	منکرین ختم نبوت	انجام	سن انجام	دور خلافت وحکومت
۸	سیس خراسانی	قتل ہوا	۱۵۰ ہجری	خلیفہ ابوجعفر منصور
۹	ابوعیسیٰ بن اسحاق یعقوب اصفہانی	قتل ہوا	---	خلیفہ ابوجعفر منصور
۱۰	حکیم مقنع خراسانی	خودکشی کی	۱۶۳ ہجری	خلیفہ مہدی
۱۱	بابک ابن عبداللہ خرمی	قتل ہوا	۲۲۳ ہجری	خلیفہ معتصم باللہ
۱۲	علی بن محمد عبدالرحیم	قتل ہوا	۲۷۰ ہجری	خلیفہ المعتمد علی اللہ
۱۳	ابوسعد حسن بن بیرام	قتل ہوا	۳۰۱ ہجری	خلیفہ المعتضد باللہ
۱۴	محمد بن علی شلمغانی	قتل ہوا	۳۲۲ ہجری	خلیفہ راضی باللہ

یہ تھے مشہور منکرین ختم نبوت اور مدعیان نبوت اور جب بھی کسی اسلامی دور میں انھوں نے سر اٹھایا، ہمارے خلفاء اور امراء نے ان کو تہ تیغ کرکے رکھ دیا، یا انھوں نے مجبوراً خودکشی کی، یا توبہ کرنے پر آمادہ ہوگئے؛ اسی لیے اہل کتاب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہی سے خلافت کے عدم قیام یا قیام کے بعد سقوط کی بھرپور کوشش کرتے رہے، مگر تیرہ سو سال بعد انھیں اس میں کچھ حد تک مسلمانوں کی اعتقادی کمزوری کی وجہ سے اور کتاب وسنت سے بُعد کی بنا پر کامیابی ملی، مگر ان شاء اللہ ایک بار پھر خلافت قائم ہوگی۔ وَمَا تَشَاءُونَ اِلَّا اَنْ یَّشَاءَ اللّٰهُ ○ واللّٰہ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ۔

یہ بات بھی قابل غور ہے کہ سقوط خلافت سے قبل اس کے ضعف کے زمانہ ہی سے ایک بار پھر انکار ختم نبوت کے فتنے نے سر اٹھایا اور انیسویں صدی کے اوائل میں، باب اللہ نے، پھر بہاؤاللہ نے اور اسی صدی کے اواخر میں مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا؛ بلکہ پچھلے دو سو سال میں جتنے مدعیان نبوت ومہدویت کھڑے ہوئے وہ بارہ سو سال کے مقابلہ میں اضعافاً مضاعفہ ہے؛ گویا دشمن کی یہ ایک منظم سازش ہے کہ وہ ختم نبوت کا قلع قمع کرنا چاہتے ہیں؛ مگر ان شاء اللہ وہ قیامت تک اس میں کامیاب نہیں ہوں گے۔

منکرین ختم نبوت کے ساتھ جہاد بالسیف کے بعد جہاد بالقلم:

جیسا کہ اوپر تاریخ کے حوالے سے واضح کیا گیا کہ جب بھی اسلامی دور حکومت میں، کسی نے ختم نبوت پر حملہ کیا اس کو واصل جہنم کردیا گیا؛ مگر جب استعماری طاقتیں عالم اسلام پر غالب آگئیں اور اس طرح کے فتنوں نے سر اٹھایا تو علماء قلم وکاغذ لے کر میدان کارزار میں کود پڑے اور الحمدللہ انھوں نے ختم نبوت کا بھرپور دفاع کیا، انگریز کے زمانہ میں عدالتوں میں اور کتابوں کے ذریعہ صرف غلام احمد قادیانی ملعون کے رد میں ایک اندازے کے مطابق ۲۰ ہزار صفحات اردو میں تحریر کیے گئے، احتساب قادیانیت کے نام سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے ۶۰ جلدوں پر مشتمل تین سو تریسٹھ کے قریب علماء کے چونتیس ہزار پانچ سو صفحات کی طباعت کی ہے، جس میں ۷۷۵ کتابیں اور رسائل شامل ہیں۔ جس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ یہ مسئلہ کتنا اہم ہے، تو آیئے اب میں مختصراً اس پر روشنی ڈالتا ہوں۔

گلی کا کتا بھی ہم سے بہتر ہے اگر ہم تحفظ ختم نبوت نہ کرسکیں:

تحفظ ختم نبوت کتنا اہم ترین مسئلہ ہے، اس کا اندازہ آپ خاتم المحدثین علامہ سید انور شاہ کشمیری قدس سرہ کے اس واقعہ سے کرسکتے ہیں:

۲۶/ اگست ۱۹۳۲ء کو یوم جمعۃ المبارک تھا، جامع مسجد الصادق بہاول پور میں آپ کو جمعہ کی نماز ادا فرمانا تھی، مسجد کے اندر تل دھرنے کی جگہ نہ تھی، قرب وجوار کے گلی کوچے نمازیوں سے بھرے ہوئے تھے، نماز کے بعد آپ نے اپنی تقریر کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا:

”میں بواسیر خونی کے مرض کے غلبہ سے نیم جاں تھا اور ساتھ ہی اپنی ملازمت کے سلسلہ میں ڈابھیل کے لیے پا بہ رکاب کہ اچانک شیخ الجامعہ صاحب کا مکتوب مجھے ملا، جس میں بہاول پور آکر مقدمہ میں شہادت دینے کے لیے لکھا گیا تھا، میں نے سوچا کہ میرے پاس کوئی زادِ راہ نہیں ہے، شاید یہی چیز ذریعہ نجات بن جائے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کا جانبدار بن کر یہاں آیا ہوں۔“

یہ سن کر مجمع بے قرار ہوگیا، آپ کے ایک شاگرد مولانا عبدالحنان ہزاروی آہ وبکا کرتے ہوئے کھڑے ہوگئے اور مجمع سے بولے کہ ”اگر حضرت کو بھی اپنی نجات کا یقین نہیں تو پھر اس دنیا میں کس کی مغفرت متوقع ہوگی؟“ اس کے علاوہ کچھ اور بلند کلمات حضرت کی تعریف وتوصیف میں عرض کیے، جب وہ بیٹھ گئے تو حضرت نے پھر مجمع کو خطاب کرکے فرمایا کہ:

”ان صاحب نے ہماری تعریف میں مبالغہ کیا؛ حالاں کہ ہم پر یہ بات کھل گئی کہ گلی کا کتا بھی ہم سے بہتر ہے اگر ہم تحفظ ختم نبوت نہ کرسکیں۔“ (کمالات انوری)

اب آپ اندازہ لگایئے کہ ایک ایسا جلیل

القدر محدث وفقیہ ایسا کہہ رہے ہیں، جس کے بارے میں مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری قدس سرہ فرماتے تھے ”انور شاہ کشمیریؒ صحابہ کرامؓ کی جماعت کے بچھڑے ہوئے فرد ہیں“ ان کے اخلاق، ان کا علم، ان کا تقویٰ، ان کی دینی غیرت وحمیت کو دیکھ کر یہ جملہ آپؒ نے کہا۔

ختم نبوت اور قرآن:

قرآن کریم نے مسئلہ ختم نبوت کو تقریباً سو مقامات پر ذکر کیا ہے، کہیں صراحتاً، کہیں کنایۃً، کہیں عبارت النص سے، کہیں اقتضاء النص سے، کہیں اشارۃ النص سے تو کہیں دلالت النص سے، جس کو پوری تفصیل کے ساتھ حضرت اقدس مفتی محمد شفیع صاحب قدس اللہ سرہ نے اپنی تصنیف ”ختم النبوۃ فی القرآن“ میں ذکر کیا ہے اور دوسری تصنیف لطیف ”ختم النبوۃ فی الاحادیث“ میں ۲۱۰ احادیث جمع فرمائی اور ”ختم النبوۃ فی الآثار“ میں امت کا اجماع، سیکڑوں علمائے امت کے اقوال ختم نبوت کی تائید میں جمع فرمادیے۔ اللہ حضرت کو امت کی جانب سے بہترین بدلہ عطا فرمائے، آمین یارب العالمین!

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب مفتی اعظم پاکستان نوراللہ مرقدہ ”ختم نبوت“ کامل ہر سہ حصہ کی تمہید میں تحریر فرماتے ہیں:

مسئلہ ختم نبوت:

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر قسم کی نبوت اور وحی کا اختتام اور آپ کا آخری نبی ورسول ہونا اسلام کے ان بدیہی مسائل اور عقائد میں سے ہے، جن کو تمام عام وخاص، عالم وجاہل، شہری اور دیہاتی مسلمان ہی نہیں؛ بلکہ بہت سے غیر مسلم بھی جانتے ہیں، تقریباً چودہ سو برس سے کروڑہا مسلمان اس عقیدہ پر ہیں، لاکھوں علماء امت نے اس مسئلہ کو قرآن وحدیث کی تفسیر وتشریح کرتے ہوئے واضح فرمایا، کبھی یہ بحث پیدا نہیں ہوئی کہ نبوت کی کچھ اقسام ہیں، اور ان میں سے کوئی خاص قسم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد باقی ہے، یا نبوت کی تشریعی غیر تشریعی یا ظلی وبروزی یا مجازی وغیرہ اقسام ہیں، قرآن وحدیث میں اس کا کوئی اشارہ تک نہیں، پوری امت اور علماء امت نے نبوت کی یہ قسم نہ دیکھی اور نہ سنی؛ بلکہ صحابہ وتابعین سے لے کر آج تک پوری امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اس عقیدہ پر قائم رہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر طرح کی نبوت ورسالت ختم ہے، آپؐ کے بعد کوئی نبی یا رسول پیدا نہیں ہوگا۔ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو آپ سے پہلے پیدا ہوکر منصب نبوت پر فائز ہوچکے ہیں، ان کا اخیر زمانہ میں آنا اس کے قطعاً منافی نہیں)۔

اس مسئلہ کے اتنا بدیہی اور اجماعی ہونے کے ساتھ اس پر دلائل جمع کرنا اور اس کا ثبوت پیش کرنا درحقیقت ایک بدیہی کو نظری اور کھلی ہوئی حقیقت کو پیچیدہ بنانے کے مرادف معلوم ہوتا ہے؛ بلکہ اس مسئلہ کا ثبوت پیش کرنا ایسا ہی ہے جیسا کوئی شخص مسلمانوں کے سامنے لا اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ کا ثبوت پیش کرے، ان حالات میں کوئی ضرورت نہ تھی کہ اس موضوع پر کوئی مستقل رسالہ یا کتاب لکھی جائے؛ لیکن تعلیمات اسلام سے عام غفلت وجہالت اور روز پیدا ہونے والے نئے نئے فتنوں نے جہاں بہت سے حقائق پر پردہ ڈال دیا ہے باطل کو حق اور حق کو باطل کرکے ظاہر کیا ہے وہیں یہ مسئلہ بھی تختۂ مشق بن گیا۔

اس مسئلہ میں فرقہ وار جماعت کی حیثیت سے سب سے پہلے باب وبہا کی جماعت فرقۂ بابیہ نے اختلاف کیا، مگر وہ علمی رنگ میں اس بحث کو آگے نہ پہنچا سکے، اس کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی نے اس میں خلاف واختلاف کا دروازہ کھولا اور ان کی چھوٹی بڑی بہت سی کتابوں میں یہ بحث ایسی منتشر اور متضاد ہے کہ خود ان کے ماننے والے بھی، اس پر متفق نہ ہوسکے کہ وہ کیا کہتے ہیں؟ اور ان کا دعویٰ کیا ہے؟ کہیں بالکل عام مسلمانوں کے اجماعی عقیدہ کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے اور وحی نبوت کے انقطاع کلی کا اقرار اور آپؐ کے بعد مطلقاً کسی نبی یا رسول کے پیدا نہ ہونے کا اعتراف ہے، کہیں اپنے آپ کو مجازی اور لغوی نبی کہا گیا ہے، کہیں نبوت کی ایک نئی قسم ظلی وبروزی بتلاکر بروزی نبی ہونے کا دعویٰ کیا گیا، کہیں نبوت کو تشریعی اور غیر تشریعی میں تقسیم کرکے تشریعی کا اختتام اور غیر تشریعی کا جاری ہونا بیان کیا گیا اور اپنے آپ کو غیر تشریعی نبی بتلایا اور وحی غیر تشریعی کا دعویٰ کیا گیا ہے، کہیں کھلے طور پر صاحب شریعت نبی ہونے اور وحی تشریعی کا دعویٰ کیا گیا۔

یہی وجہ ہے کہ ان کے متبعین تین فرقوں میں تقسیم ہوگئے: ایک فرقہ ان کو صاحب شریعت اور تشریعی نبی ورسول مانتا ہے، یہ ظہیر الدین اروپی کا فرقہ ہے، دوسرا فرقہ ان کو با اصطلاح خود غیر تشریعی نبی کہتا ہے، یہ قادیانی پارٹی ہے، جو مرزا محمود صاحب کی پیرو ہے، تیسرا فرقہ ان کو نبی یا رسول نہیں؛ بلکہ مسیح موعود اور مہدی موعود قرار دیتا ہے، یہ مسٹر محمد علی لاہوری کے متبعین ہیں۔

غرض مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے متبعین نے اس قطعی اور اجماعی مسئلہ میں خلاف وشقاق کا دروازہ کھولا، عوام کی جہالت اور مغربی تعلیم سے متاثر، دینی تعلیم سے بیگانہ افراد کی ناواقفیت سے ناجائز فائدے اٹھائے اور اس مسئلہ میں طرح طرح کے اوہام وشکوک ان کے دلوں میں پیدا کردیے اور ان کی نظر میں بدیہی مسئلہ کو نظری بنادیا؛ اس لیے اہل علم اور اہل دین کو اس طرف متوجہ ہونا پڑا کہ ان کے شبہات دور کیے جائیں اور قرآن وحدیث کی صحیح روشنی ان کے سامنے لائی جائے۔ (ختم نبوت، ص:۱۰،۱۲)

(جاری ہے)

خیبر پختونخوا میں ختم نبوت پروگرامز

رپورٹ:مولانا عابد کمال

قرآن وحدیث، صحابہ کرامؓ وتابعینؒ، ائمہ مجتہدینؒ، علماء ومفسرین کی تصریحات کی روشنی میں پوری امت مسلمہ کا متفقہ عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ اب قیامت تک کوئی نیا نبی مبعوث نہیں کیا جائے گا، اس عقیدہ کو عقیدۂ ختم نبوت کہا جاتا ہے۔

عقیدۂ ختم نبوت اسلام کی بنا ہے، اس عقیدہ کا تحفظ مسلمانوں کی اولین ترجیح ہے اور الحمدللہ! مسلمانوں نے ہر دور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے بے مثال اور نمایاں کردار ادا کیا ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اپنے یوم تاسیس سے آج تک نہایت جانفشانی سے اس عقیدہ کی پاسبانی کے فرائض انجام دے رہی ہے۔ خیبر پختونخوا کا صوبہ دینی اعتبار سے ایک زرخیز صوبہ شمار ہوتا ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مجلس کی مرکزی شوریٰ کے رکن حضرت مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی صاحب نے اس صوبہ میں بڑے جوش وخروش اور جذبے سے ختم نبوت کے لئے کام کا آغاز کیا اور دن رات ایک کرکے اسے چار چاند لگا دیے، اس طرح عام وخاص تک پیغام ختم نبوت پہنچانے کی کوشش وفکر میں لگے رہتے ہیں۔

حال ہی میں آپ کے حکم پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع مردان کے امیر حضرت مولانا قاری اکرام الحق صاحب نے صوبہ کے بالائی علاقوں کا دورہ کیا اور انتہائی منظم اور مربوط نظام کے تحت جماعتی سرگرمیوں کو فروغ دیا اور عوام وخواص میں مجلس کے پیغام کو پذیرائی دلوائی۔ قاری اکرام الحق اور ان کے گراں قدر رفقاء کی محنتوں سے حال میں ہی لوئر دیر اور اپر دیر میں ختم نبوت جماعت کی تشکیل ہوئی اور مقامی علماء کرام پر مشتمل مقامی کابینہ کی جماعت سازی کی گئی الحمدللہ! ان تمام احباب نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پر مکمل اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے دل وجان سے محنت کی اور چند دنوں میں بڑے بڑے اجتماعات کے انعقاد کا فیصلہ کیا، چنانچہ لوئر دیر کی مقامی جماعت کے فیصلہ کے مطابق یکم جنوری ۲۰۱۷ء کو چکدرہ (لوئر دیر) میں ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد کرنا طے پایا، حضرت مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی، حضرت مولانا قاری اکرام الحق، حضرت مولانا قاضی احسان احمد کے علاوہ مقامی علماء کرام، سیاسی قائدین، دانشور اور تاجر برادری نے پروگرام میں بھرپور شرکت کی، پروگرام کی کامیابی پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو خراج تحسین پیش کیا۔ لوئر دیر چکدرہ جماعت کے امیر مولانا قاری عمران اللہ، سرپرست مولانا فضل وہاب، مولانا رشید احمد حقانی، مولانا مفتاح الدین، مولانا منہاج، مولانا بلال، مولانا مفتی عرفان الدین، مولانا اویس، محترم جناب پیر برکنڈی شریف اور حاجی محمد کے علاوہ سیاسی، مذہبی قائدین نے بھی بھرپور شرکت کی۔ مذکورہ بالا تمام احباب نے دن رات محنت کرکے پروگرام کو کامیاب بنانے کی کوشش اور فکر کی۔ جامعہ محمدیہ لوئر دیر کے منتظمین، علماء کرام اور طلباء نے آنے والے مہمانوں کو دل کی گہرائیوں سے خوش آمدید کہا اور بڑی محبت سے خدمت کے فرائض سرانجام دیے۔ رب کریم تمام احباب کی خدمات کو قبول فرمائے۔ آمین۔

پروگرام کے اختتام پر حضرت مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی نے واپس پشاور کا سفر کیا۔ مولانا قاضی احسان احمد، چاچا عنایت اور راقم اپر دیر کے سفر پر روانہ ہوئے، مولانا قاری اکرام الحق اپنے دوسرے جماعتی سفر پر روانہ ہوئے۔

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار میٹھادر کراچی
فون:32545573

ہمارا قافلہ عشاء کے قریب اپر دیر کی عظیم دینی درسگاہ جامعہ دارالعلوم دیر پہنچا، جہاں علاقائی طرز پر علماء کرام اور عزیز طلبا نے آنے والے مہمان حضرات کا شہر کے باہر آ کر استقبال کیا اور جلوس کی شکل میں شہر لائے۔ مدرسہ کی حدود سے پہلے سڑک کے دونوں اطراف طلبا قطاروں میں کھڑے تھے۔ انہوں نے اپنے مہمان حضرات کا ''تاج وتخت ختم نبوت زندہ باد'' کے فلک شگاف نعروں میں استقبال کیا۔

جامعہ دارالعلوم دیر کے مہتمم حضرت مولانا بابر خان، حضرت مولانا مفتی حبیب زادہ، جامعہ عمر بن خطاب کے حضرت مولانا مختار یوسف، جامعہ دارالعلوم حسان بن ثابت کے علماء کرام بھی پروگرام میں ہمہ وقت موجود رہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اپر دیر کے امیر مولانا ذکی اللہ، مولانا عدنان، مولانا جہانگیر، مولانا شہاب الدین اور دیگر مقامی علماء کرام اور خدام ختم نبوت نے بہت محنت کے ساتھ پروگرام کا انعقاد کیا۔ یہ بات یاد رہے کہ لوئر دیر اور اپر دیر میں پہلی مرتبہ ختم نبوت جماعت کی طرف سے پروگراموں کا انعقاد کیا گیا اور علاقائی احباب کے مطابق اس قدر کامیاب اور بھرپور جلسہ اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت ہے۔ مولانا قاری اکرام الحق مردان، حضرت مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی اور مولانا قاضی احسان احمد نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت، نزول عیسیٰ علیہ السلام اور قانون تحفظ ناموس رسالت جیسے عنوانات پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔

پروگرام کے اختتام پر جماعتی احباب نے شہر سے باہر الجزیرہ ریسٹورنٹ میں دوپہر کے کھانے کا اہتمام کر رکھا تھا۔ حضرت مولانا قاری اکرام الحق، مولانا قاضی احسان احمد، راقم الحروف کے علاوہ دیگر جماعتی احباب ظہرانہ سے فارغ ہوئے۔ ہوٹل کے مالک حضرت مولانا یاسر علی صاحب تھے جنہوں نے قریب ہی ایک عظیم دینی درسگاہ تحسین القرآن کے نام سے قائم کر رکھی ہے جہاں ایک سو سے زائد بچے حفظ قرآن کریم کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ تمام پروگراموں کی تھکاوٹ مدرسہ تحسین القرآن کی چند منٹوں کی حاضری میں اتر گئی جہاں دور دراز علاقوں کے معصوم اور کم سن بچے شدید سردی میں قرآن کی دولت حاصل کر رہے ہیں۔ دوبارہ ہوٹل آئے نماز ظہر ادا کی اور پھر واپسی کا سفر شروع کیا۔ خوبصورت علاقہ کے دین دار، محنت کش، محبت کرنے والے لوگ، سرسبز و شاداب، بلند و بالا برف پوش پہاڑ اپنی خوبصورتی کے باعث اور بھی زیادہ پُر لطف منظر پیش کر رہے تھے۔ بل کھاتی، گول مٹول سڑک ایک دلکش نظارہ کا باعث تھی، جگہ جگہ پہاڑوں سے سفید موتیوں کی طرح میٹھے پانی کے چشمے جاری تھے اور خوب ٹھنڈا پانی کہ وضو کرنا بھی مشکل، اللہ کریم نے اس موسم میں یہاں کے باشندوں کو ہمت وحوصلہ اور دیگر ضروریات زندگی بھی ویسی ہی عطا کر رکھی ہیں، خشک میوہ جات ان لوگوں کی زندگی کا لازمی حصہ ہے۔ نماز عصر راستہ میں (صاحب آباد) علاقے کے تبلیغی مرکز میں ادا کرنے کی سعادت حاصل ہوئی، جہاں پر غیر ارادی طور پر اللہ کریم نے اکرام کا نظم بنا دیا، جیسے ہی مرکز میں داخل ہوئے ایک عالم دین مولانا عبدالوہاب سامنے یوں کھڑے تھے جیسے پہلے سے کسی آنے والے کے منتظر ہوں، پُرتپاک استقبال ہوا۔ تعارف کے بعد خواص کے حلقہ کی طرف لے کر چل دیئے۔ گرم پانی اس موسم میں ایک بہت بڑی نعمت تھی جس کو پا کر دل سے شکر ادا کیا۔ وضو، نماز سے فارغ ہوئے تو چائے تیار تھی۔ مرکز کے امیر اور ذمہ دار بھی تشریف لے آئے۔ کمال محبت سے پیش آئے اور فرمانے لگے: ''آنے سے پہلے مطلع فرماتے آپ کا خوب اکرام کرتے، مہمان تو ویسے بھی رحمت ہوتی ہے، آپ تو مہمان بھی ہیں، مسافر بھی ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے نکلے ہوئے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی برکت سے ہمیں دین ملا، تبلیغ ملی، یہ سب ہمارا کام ہے۔'' خیر ان سے اجازت لی اور سفر شروع کیا۔ نماز مغرب راستہ میں ایک پیٹرول پمپ کی مسجد میں ادا کی، موسم کی خنکی نے سفر کا مزہ دوبالا کر دیا تھا۔ عشاء کی نماز مردان میں داخل ہونے سے پہلے دارالعلوم شیر گڑھ مردان میں ادا کی، جہاں مولانا محمد افضل، مولانا فیاض اور دیگر احباب سے ملاقات ہوئی، نماز کے بعد چائے نوش کی، احباب نے طلبا سے ملاقات کا نظم بنایا، تقریباً ڈیڑھ ہزار سے زائد طلبا پر مشتمل مدرسہ، انداز تعلیم، تکرار اور مطالعہ کا نظم دیکھ کر بہت

سو سال سے زائد بہترین خدمت
ESTD 1880
ABS
ABDULLAH
BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:32546455, Cell:0301-2352363

خوشی ہوئی اور طلباء سے علم دین کی افادیت، اساتذہ کرام کا آدب واحترام اور دیگر مختصر عنوانات پر بات کرنے کا موقع بھی ملا، پروگرام سے فارغ ہوئے، مردان میں بھائی رضوان ہمارے میزبان تھے، جہاں پر قاری اکرام الحق سراپا انتظار تھے رہائش کے مقام پر پہنچے کچھ دیر کے بعد امیر مکرم حضرت مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی بھی تشریف لے آئے، کھانے سے فارغ ہوئے تو مولانا قاضی احسان کے دیرینہ دوست جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کے فاضل مدرسہ عائشہ للبنات پشاور کے مہتمم حضرت مولانا محمد شاہد رضا بھی تشریف لے آئے، جماعتی امور پر دیر تک تبادلۂ خیال ہوتا رہا۔ حضرت مولانا شاہد رضا نے مولانا قاضی احسان احمد کی توجہ اس بات کی طرف مبذول کرائی کہ شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ کے شاگرد رشید، استاذ العلماء، شیخ الحدیث مولانا مطلع الانوارؒ جو کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سرپرست علماء میں شمار ہوتے تھے کا حال ہی میں وصال ہوا ہے ان کے بیٹے مولانا امجد علی حقانی مدظلہ سے تعزیت کی جائے اور ساتھ ہی شہید ختم نبوت، مجاہد اسلام حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ کی والدہ ماجدہ بھی حال ہی میں وفات پا گئی ہیں، ان کی بھی تعزیت کے لئے جایا جائے۔ چنانچہ ۳ر جنوری بروز منگل صبح مردان سے چارسدہ کی طرف سفر شروع کیا، مردان سے نکلتے ہی چارسدہ روڈ پر دائیں طرف قائم تین منزلہ عمارت پر مشتمل مدرسہ احیاء العلوم میں حاضری کا موقع نصیب ہوا، درمیان میں دلکش چمن، مدرسہ کے حسن کو دوبالا کررہا تھا۔ مولانا شاہد نے مہتمم صاحب سے رابطہ کیا۔ حضرت مدرسہ میں موجود تھے، مختصر وقت کے لئے مولانا اسعد اللہ سے جو جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کے فاضل ہیں، شرف ملاقات ہوا۔ بزرگوں کی یاد تازہ ہوگئی۔ کچھ دیر حضرت کی خدمت میں رکے، دعائیں لیں اور چل دیئے راستہ میں چارسدہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم حضرت مولانا نجیب اسلام سے رابطہ کیا اور ان کو مطلع کیا کہ حضرت مولانا قاضی احسان احمد، مولانا شاہد رضا مولانا مطلع الانوارؒ کی تعزیت کے لئے آرہے ہیں، لہٰذا آپ تیاری کریں، ساتھ چلیں گے، مولانا نجیب اسلام نے کہا کہ امیر محترم پیر جذب اللہ جان فرماتے ہیں کہ آپ مدرسہ تشریف لائیں، طلباء میں دعا کرائیں پھر اکٹھے تعزیت کے لئے جائیں گے، چنانچہ مدرسہ حاضری ہوئی، دعا کرائی تو حضرت امیر محترم کے ہمراہ مولانا امجد علی حقانی سے رابطہ کیا ان کے ہاں حاضر ہوئے تعزیت کی، فارغ ہوئے تو قبرستان میں دعا کے لئے حاضری دی بہت اونچے انسان تھے شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ کی روایات کے سچے امین تھے حق مغفرت فرمائے۔ آمین۔

یہاں سے فارغ ہونے کے بعد دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چارسدہ حاضری ہوئی جس میں کثیر تعداد میں خدام ختم نبوت اپنے محبوب قائد اور مہمان کی زیارت اور ملاقات کیلئے جمع تھے۔ حضرت مولانا پیر جذب اللہ جان امیر جماعت چارسدہ حضرت مولانا عبدالرؤف شاکر، حضرت مولانا عبدالواحد، بھائی عبدالوہاب، مولانا نجیب اسلام اور دیگر جماعتی احباب سے ملاقات ہوئی، جماعتی امور پر تبادلۂ خیال ہوا، چارسدہ اور شب قدر کے پروگراموں سے متعلق بھی بات چیت ہوئی احباب سے نیک تمناؤں اور دل کی گہرائیوں سے محبت کا اظہار کرتے ہوئے مہمان حضرات نے اجازت لی، یوں چارسدہ کے دورہ سے فارغت کے بعد واپسی مردان کا سفر شروع ہوا، نماز ظہر دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مردان میں ادا کی، جہاں مولانا ندیم اور ان کے دیگر جماعتی احباب موجود تھے، نماز ظہر اور ظہرانہ سے فارغ ہوئے ٹیکسلا کے جماعتی ساتھی آئے ہوئے تھے، ان سے مولانا قاضی احسان احمد نے طویل ملاقات کی اور نماز عصر اور مغرب دفتر میں ادا کی، احباب تشریف لاتے رہے ملاقات، جماعتی امور، تبلیغی سرگرمیاں موضوع سخن رہیں بعد نماز مغرب جلسہ گاہ میں حاضر ہوئے جہاں قبل از عصر جلسہ شروع ہوچکا تھا، آخری خطاب مولانا قاضی احسان احمد کا تھا جنہوں نے قریب ایک گھنٹہ خطاب کیا اور جماعتی سوچ اور فکر پر مبنی تعمیری گفتگو فرمائی اور احباب کو جماعتی نظم میں سو فیصد ڈھلنے کی ترغیب دی یوں الحمدللہ پروگرام مولانا قاری محمد اسلم امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نوشہرہ کی دعا پر اختتام پذیر ہوا۔ رب کریم تمام خدام ختم نبوت کی محنتوں کو قبول فرمائے اور ترقیات سے سرفراز فرمائے۔ آمین۔ ☆☆

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 32514972-32531133

سالانہ بین المدارس عظیم الشان

تقریری مقابلہ

رپورٹ: مولانا شعیب کمال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے زیر اہتمام ضلع وسطی کا سالانہ بین المدارس تقریری مقابلہ ۲۹ ردسمبر ۲۰۱۶ء بروز جمعرات بعد نماز مغرب جامعۃ الرشید احسن آباد میں منعقد ہوا۔ عنوان تھا: ''عقیدہ حیات عیسیٰؑ اور حضرت مہدی علیہ الرضوان'' ضلعی مقابلہ میں گلبرگ ٹاؤن، نارتھ ناظم آباد ٹاؤن اور گڈاپ ٹاؤن کے وہ طلبا شریک ہوئے، جنہوں نے اپنے ٹاؤن کے تقریری مقابلہ میں پہلی، دوسری اور تیسری پوزیشن حاصل کی تھی، ٹاؤن کے مقابلہ کا عنوان تھا: ''عقیدہ ختم نبوت قرآن وسنت کی روشنی میں۔''

پروگرام کا آغاز بعد نماز مغرب تلاوت کلام مجید سے ہوا، تلاوت کی سعادت جامعہ صدیقیہ گڈاپ ٹاؤن کے درجہ تخصص فی الفقہ کے شریک مولانا قاری محمد عبداللہ نے حاصل کی اور نعتیہ کلام جامعۃ الرشید کے درجہ سادسہ کے متعلم حافظ سلیمان محمود نے پیش کیا۔ جبکہ بعد عشاء کی نشست میں تلاوت کی سعادت جامعۃ الرشید کے متعلم حافظ قاری محمد زبیر قریشی نے اور ہدیہ نعت پیش کرنے کی سعادت دوسرے طالب علم حافظ زاہد مقبول نے حاصل کی۔ تقریروں کا سلسلہ شروع ہونے سے پہلے جامعۃ الرشید شعبۂ تخصصات کے مدرس مولانا ندیم الرشید نے فن خطابت کی افادیت واہمیت پر سیر حاصل گفتگو کی۔ خطابت کے اسرار ورموز بیان کئے اور اس فن سے متعلق ذاتی مشاہدات اور عملی زندگی کے تجربات کا نچوڑ پیش کیا۔ ضلع وسطی کے تقریری مقابلہ میں درج ذیل خوش نصیب طلبانے تقریریں کیں:

(۱) اسامہ خطیب بن خطیب الرحمٰن، درجہ خامسہ، ادارہ معارف القرآن ایوب گوٹھ۔

(۲) عزیز اللہ بن رحیم اللہ، درجہ ثانیہ، مدرسہ اسلامیہ منبع العلوم، منگھوپیر۔

(۳) محمد اللہ بن شیر خان، درجہ ثالثہ، مدرسہ ادارۃ العلوم الاسلامیہ الآصف اسکوائر۔

(۴) ظہور احمد رحمانی بن رحمٰن الدین، درجہ سادسہ، جامعہ تعلیم الاسلام گلشن عمر سہراب گوٹھ۔

(۵) عبدالعزیز بن گل آغا، درجہ اعدادیہ، جامعۃ الامام نعمان بن ثابت واٹر پمپ۔

(۶) محمد امین بن فضل رزاق، درجہ متوسطہ، مدرسہ زکریا الخیریہ فیڈرل بی ایریا۔

(۷) سید مبین علی بن سید زاہد علی، درجہ رابعہ، مدرسہ بطحا نارتھ ناظم آباد۔

(۸) شاکر اللہ بن اللہ داد شاہ، دورۂ حدیث، جامعہ مدنیہ نیو کراچی

(۹) محمد اسامہ بن غلام سرور، درجہ رابعہ، مدرسہ انوار العلوم نیو کراچی

منصفین کے فرائض جامعہ دارالعلوم کراچی کے نائب مفتی اور استاذ مولانا مفتی عبدالمنان صاحب، جامعہ بنوری ٹاؤن کی شاخ مدرسہ رحمانیہ بلال کالونی کے استاذ ومفتی حضرت مولانا عبدالغنی صاحب اور جامعۃ الرشید کراچی کے شعبۂ تخصصات کے استاذ حضرت مولانا ندیم الرشید صاحب نے سرانجام دیئے۔ نظامت ونقابت کے فرائض عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مبلغ اور تقریری مقابلہ ضلع وسطی کے مسئول مولانا عبدالحئی مطمئن نے ادا کئے۔ میزبانی کے فرائض جامعۃ الرشید کی انتظامیہ کی طرف سے حضرت استاذ صاحب کے خادم خاص مولانا محمد صادق صاحب، ناظم تعلیمات حضرت مولانا محمد قاسم صاحب اور ان کے معاون مولانا قاری فراز احمد صاحب نے بحسن وخوبی انجام دیے، تمام شرکاء خصوصاً مہمان علماء کرام کے لئے پُرتکلف ضیافت کا اہتمام کیا۔

پروگرام کے مہمان خصوصی جامعۃ الرشید کے مدیر و رئیس حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم صاحب (استاذ صاحب) نے اپنے بیان میں کہا کہ: ''ہماری ان تمام تر کوششوں سے مقصود دنیا و آخرت میں کامیابی کا حصول ہے۔ اصل کامیابی اور انعام آخرت میں ملنے والا ہے، اس کا مستحق بننے کے لئے ایمان، نیک عمل، اخلاص اور استقامت کی ضرورت ہے جبکہ دنیا کی راحت وکامیابی امت مسلمہ کے غلبہ سے مشروط ہے۔ دنیا پر مسلمانوں کا غلبہ اتحاد واتفاق کی بدولت ہی ممکن ہے اس کے بغیر نہیں۔ لہٰذا دین کے ہر شعبہ اور ہر صورت میں کام کرنے والے اشخاص اور اداروں کو اپنا محسن سمجھ کر ان کے ساتھ تعاون کرنا چاہئے اور ان کے لئے دعاؤں کا بھی اہتمام کرنا چاہئے۔ تنقیص وتحقیر سے اجتناب کرنا چاہئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ذمہ داران تقریری مقابلہ جیسے احسن اقدام پر شکریہ کے مستحق ہیں۔ ختم نبوت کے سلسلہ میں جامعۃ الرشید میں اس تقریری مقابلہ کا انعقاد جامعہ اور انتظامیہ کے لئے سعادت، اعزاز اور فخر کی بات ہے۔ یہ خدمت ہم اپنے لئے نجات اخروی اور شفاعت نبوی کے حصول

کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ ہمارا ادارہ جامعۃ الرشید تحفظ ختم نبوت کے عظیم کام کے لئے ہمہ وقت حاضر ہے، مجھے امید ہے کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے حضرات آئندہ بھی ہمیں خدمت کا موقع دے کر اس سعادت میں ضرور شریک کریں گے۔"

جامعہ دارالعلوم کراچی کے نائب مفتی اور استاذ مولانا مفتی عبدالمنان صاحب نے فرمایا کہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تحفظ ایمان، اشاعتِ اسلام، اسلام کی سربلندی، فتنۂ قادیانیت کی سرکوبی جیسے عظیم مقاصد کے لئے سرگرم عمل ہے، یہ سلسلہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ سے جاری ہوا ہے، ختم نبوت کے سب سے پہلے شہید حضرت حبیب بن زید انصاریؓ صحابی ہیں، جنہوں نے جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کے دعویٰ نبوت کو برملا جھٹلایا، اس کی تردید وتکذیب کی جس کی پاداش میں ان کے جسم کے ٹکڑے کیے گئے اور ان کو شہید کیا گیا۔ صحابی رسول حضرت حبیبؓ نے اس عظیم قربانی کے ذریعہ پوری امت مسلمہ کو یہ عملی سبق دیا کہ جان بھی قربان کی جاسکتی ہے مگر عقیدۂ ختم نبوت پر حملہ برداشت نہیں کیا جاسکتا۔ تقریری مقابلوں کا یہ سلسلہ بہت ہی خوش آئندہ ہے اس کے نتیجے میں ہر منبر ومحراب سے ختم نبوت کی صدا بلند ہوگی۔ ان شاء اللہ!

جامعۃ الرشید کے شیخ الحدیث و رئیس دارالافتاء حضرت مولانا مفتی محمد صاحب دامت برکاتہم نے اختتامی کلمات میں فرمایا: "دین اسلام کی خدمت کے دو بڑے ذریعے ہیں: (۱) تقریر، (۲) تحریر۔ ہمارے اسلاف نے ان دونوں طریقوں سے اسلام کی خدمت کی ہے۔ آج بہت سارے ایسے مسلمانوں کے نام اور کردار ہمارے درمیان موجود ہیں جو صدیوں پہلے گزرے ہیں، ان کا نام اور کردار ان کی تقریر یا تحریر کی بدولت زندہ وتابندہ ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا تقریری مقابلوں کے سلسلہ کو جاری رکھنا قابل تحسین اور قابل تقلید عمل ہے۔ اس سے عزیز طلبا میں خطابت کا جذبہ بیدار ہوگا اور فن خطابت کا ملکہ پیدا ہوگا۔ ان تقریری مقابلوں میں دلچسپی رکھنے والے اور شرکت کرنے والے مبارکباد کے مستحق ہیں، اس کے ساتھ ساتھ فن تحریر پر بھی توجہ کی ضرورت ہے تاکہ اس ذریعہ سے بھی ہم دین کی خدمت کرسکیں۔ تقریر وتحریر میں کمال حاصل کرنے کے لئے رسوخ فی العلم، مضبوط استعداد کثرت مطالعہ اور عملی مشق بنیادی عوامل ہیں جبکہ انابت ورجوع الی اللہ اور تعلق مع اللہ اس کی روح ہے اس کے بغیر ساری محنتیں ناکافی اور ادھوری ہیں صفت تقویٰ کا حکم تاقیامت ہے اس کا حصول ضروری اور اس کا طریقہ صادقین کی صحبت ومعیت میں رہنا ہے، یہ دنیا اللہ والوں سے خالی نہیں ہوسکتی ہے انہیں ڈھونڈنے کی اور ان سے تعلق جوڑنے کی ضرورت ہے۔" حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم کی دعا پر پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

اختتامی کلمات سے پہلے نتیجہ کا اعلان ہوا اور انعامات تقسیم کیے گئے۔ تقریر کا دورانیہ ۶ سے ۷ منٹ تک تھا۔ منصفین کا فیصلہ حتمی تھا۔ ادارہ معارف القرآن ایوب گوٹھ کے درجہ خامسہ کے طالب علم اسامہ خطیب بن خطیب الرحمٰن، جامعہ تعلیم الاسلام گلشن عمر سہراب گوٹھ کے درجہ سادسہ کے طالب علم ظہور احمد رحمانی بن رحمان الدین اور جامعہ مدنیہ نیو کراچی کے دورہ حدیث کے طالب علم شاکر اللہ بن اللہ داد شاہ نے بالترتیب پہلی، دوسری اور تیسری پوزیشن حاصل کی۔ منصفین کرام اور مہمانان گرامی کے ہاتھوں ان طلبا کو انعامات میں نقدی کے علاوہ منتخب کتابوں کے سیٹ پیش کیے گئے۔ جبکہ مقابلہ میں حصہ لینے والے باقی طلبا کو بھی اعزازی انعام میں کتابیں دی گئیں۔ پروگرام کے بعد ختم نبوت ضلع غربی کے مسؤل مولانا محمد شعیب کمال نے رئیس الجامعہ حضرت مفتی عبدالرحیم صاحب سے مختلف علاقوں کے خدام ختم نبوت کا تعارف کرایا تو حضرت استاذ صاحب بہت خوش ہوئے، ڈھیروں دعاؤں سے نوازا اور لاقوۃ الا باللہ فرما کر کہا کہ حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ کسی مومن کا کوئی کام پسند آجائے تو اس پر لاقوۃ الا باللہ کہنے سے اسے نظر نہیں لگتی۔

اس تقریری مقابلہ میں مولانا شعیب کمال، ضلع شرقی کے ذمہ دار مولانا محمد رضوان، گلشن اقبال ٹاؤن کے ذمہ دار مولانا قاری عبدالسمیع رحیمی، گڈاپ ٹاؤن کے ذمہ دار حضرت قاری ظفر اقبال، گلبرگ ٹاؤن کے ذمہ دار مولانا محمد قاسم، جامعہ انوار القرآن نارتھ کراچی کے رئیس دارالافتا مولانا مفتی نصر اللہ احمد پوری، نارتھ کراچی ٹاؤن کے احباب مولانا محمد زبیر، مولانا محمد سلمان، عرفان علی شاہ، مفتی عبدالغنی، جامعہ صدیقیہ گڈاپ کے ناظم مولانا عبدالباسط، ادارہ معارف القرآن کے ناظم مولانا فصیح اللہ، جامعہ منبع العلوم کے ناظم مولانا سلیم اللہ، مسجد بلال منگھوپیر کے امام و خطیب مولانا اسدالحق جامعۃ الرشید کے اساتذہ کرام مولانا شمس الحق شہاب زئی، مولانا رحیم داد، مولانا محمد، مولانا سیف اللہ، مدرسہ ادارۃ العلوم الاسلامیہ الآصف اسکوائر کے ناظم مولانا محمد یونس، استاذ مولانا محمد شفیق، مولانا قاری سید رفیع اللہ شاہ ودیگر علماء کرام کے علاوہ طلبا کرام نے بھرپور تعداد میں شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ یہ تمام کوششیں اور کاوشیں قبول فرما کر پوری امت مسلمہ کے ایمان کی حفاظت اور تمام غیر مسلموں کی ہدایت کا ذریعہ بنائے۔ فلاح دارین، نجات آخرت اور حصول شفاعت کا ذریعہ بنائے۔ آمین یا رب العالمین۔ ☆☆☆

سانحہ دوالمیال کی تفصیلی رپورٹ

مولانا مفتی خالد میر

دوالمیال ضلع چکوال کا ایک مشہور گاؤں ہے جو تحصیل چوآسیدن شاہ سے کلر کہار روڈ بیسٹ وے سیمنٹ فیکٹری کے دائیں جانب واقع ہے، اس گاؤں کی ایک عظیم مذہبی اور علمی شخصیت بابا فضل شاہ رہے ہیں، جنہوں نے علاقے میں دینی خدمات انجام دی ہیں۔ ان کی ایک جامع مسجد ہے، جہاں نماز جمعہ بھی ہوتی ہے جو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی تحریکوں کا مرکز رہی ہے اور اب بھی ہے۔ مینار والی مقبوضہ مسجد (قادیانیوں کا قبضہ ہے) اس گاؤں کے سرے پر واقع ہے اور علاقے میں دور سے نمایاں نظر آتی ہے۔ اس کا بلندو بالا مینار ایک عرصہ سے اپنی غلامی کا احساس دلاتا ہے، ایک وقت تھا کہ گاؤں کے تمام لوگ اس میں نمازیں اور جمعہ پڑھا کرتے تھے۔ قادیانیوں کے قبضہ میں جانے کے بعد مسلمان الگ ہوگئے اور مسجد قادیانیوں کی مستقل گرفت میں چلی گئی۔ ۱۹۹۷ء میں مسلمانوں نے سول کورٹ میں رٹ کرکے مسجد کو سیل کروادیا۔ قادیانیوں نے سیشن کورٹ میں اپیل دائر کرکے مسجد کو کھلوادیا۔ مسلمانوں نے ہائی کورٹ میں اپیل دائر کی لیکن عدالت نے کیس خارج کردیا اور ہائی کورٹ سے فائل ریکارڈ بھی غائب کردیا گیا۔ دوسری بات یہ بھی معلوم ہوئی ہے کہ کاغذات مسجد جو تحصیل سے حاصل کئے گئے، وہ رقبہ نمبر ۳۵ کے تھے، جبکہ مسجد رقبہ نمبر ۳۳ میں تھی، مسلمانوں کے حق میں فیصلہ ہوا جب قبضہ کئے گئے تو پتہ چلا کہ فیصلہ رقبہ نمبر ۳۵ میں ہوا ہے جبکہ مسجد رقبہ نمبر ۳۳ میں ہے۔ اس لئے مسلمان مسجد کا قبضہ حاصل نہیں کرسکے۔

۱۲ ربیع الاول ۱۴۳۸ھ کو مسلمان جلوس لے کر مسجد کی طرف گئے، اس سے قبل پانچ دسمبر کو قادیانیوں نے انتظامیہ کو سیکورٹی کے لئے درخواست دی لیکن انہیں سیکورٹی نہیں دی گئی۔ پولیس کی موجودگی میں جلوس جوں ہی مسجد کے قریب پہنچا قادیانی مورچہ بند اسلحہ سمیت تیار تھے۔ مسجد سے ملحقہ قادیانیوں کے گھر والوں سے جلوس پر پتھراؤ شروع ہوا اور مسجد کے مینار سے فائرنگ کردی گئی۔ پولیس نے نہ تو جلوس کے راستہ میں کوئی رکاوٹ کھڑی کی اور نہ شرکاء جلوس کو مسجد کی طرف جانے سے روکا۔ پہلے ہوائی فائرنگ اور پتھراؤ کیا گیا۔ مسلمان مسجد کے مین گیٹ تک پہنچ گئے اور دروازہ کھولنے کی کوشش کی۔ قادیانیوں جو ایک سو کے قریب مسجد میں اسلحہ سمیت موجود تھے۔ تہہ خانہ کے مورچہ سے فائرنگ شروع کردی جس کے نتیجے میں ملک نعیم شفیق تین دوسرے لوگ زخمی ہوگئے، ملک نعیم پینتالیس منٹ زندہ رہا، اس کو مسجد کے اندر قادیانیوں نے چھپادیا، دیگر قادیانی مسجد کے تہہ خانہ والے راستہ سے اسلحہ سمیت فرار ہوگئے۔

اس کے بعد ڈی سی او نے مسجد سیل کردی اور مسلمانوں سے چلے جانے کو کہا، لیکن مسلمان مسجد لینے پر مصر رہے۔ پولیس لوگوں کو منتشر کرسکتی تھی، لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ اسی دوران قرب وجوار کے دیہاتوں سے میلاد کے شرکاء گاڑیاں لے کر وہاں پہنچ گئے، جن کو کنٹرول کرنا، انتظامیہ کے بس میں نہیں رہا، مزید پولیس کی نفری طلب کرلی گئی۔ مسلمان مسجد کے اندر بیک ڈور سے داخل ہوئے تو مسجد میں ڈش انٹینا ٹی وی، کیرم بورڈ شطرنج کے پتے اور شراب کی بوتلیں اور دیگر غلیظ سامان موجود تھا۔ مسجد کی صفائی کے بعد اذان دی گئی اور نماز ادا کی گئی۔ مزید پولیس کی نفری پہنچ گئی اور رینجرز کے دستے بھی آگئے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا وفد اپنے سرپرست صاحبزادہ پیر عبدالقدوس نقشبندی، امیر مولانا مفتی محمد معاذ، جنرل سیکرٹری مولانا حبیب الرحمٰن قاسمی کے علاوہ اپنے دیگر ساتھیوں کی موجودگی میں ڈی سی او اور ڈی پی او سے بھی ملا، معاملہ سلجھانے

ختم نبوت کانفرنس، چکوال

چکوال.... گزشتہ دنوں الفلاح مسجد تلہ گنگ روڈ چکوال میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام ختم نبوت کانفرنس منعقد کی گئی۔ الفلاح مسجد چکوال میں یہ پہلی ختم نبوت کانفرنس تھی جو بھرپور طریقے سے کامیاب ہوئی۔ اس کے مہمان خصوصی شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ تھے۔ تلہ گنگ جماعت کے امیر مولانا عبیدالرحمٰن، خالد مسعود ایڈووکیٹ کے علاوہ چکوال کے علماء کرام بھی شریک ہوئے اور خطابات کئے۔ دوالمیال واقعہ کی شدید الفاظ میں مذمت کی گئی اور قادیانیوں کی فوری گرفتاری کا مطالبہ کیا گیا۔ حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے بھی شدید الفاظ میں مذمت کی اور یہ باور کروایا کہ مجلس دوالمیال کے مسلمانوں کے ساتھ ہر قسم کا تعاون کرے گی۔ نیز انہوں نے اسلام آباد کی قائداعظم یونیورسٹی کے شعبہ فزکس کو قادیانی ڈاکٹر عبدالسلام کے نام منسوب کرنے کی مذمت کی۔

کی کوشش کرتے رہے۔ مغرب کے قریب آر می اور سب ڈویژنل مجسٹریٹ پنڈی بھی پہنچ گئے، انہوں نے مسجد خالی کرواکر دوبارہ سیل کر دی جو تا حال سیل ہے۔ گاؤں میں کرفیو لگا دیا گیا، مغرب کے بعد پولیس نے لاش ورثاء کو دی۔ شہید ملک محمد نعیم کا تعلق قریب ہی واقع تترال گاؤں سے تھا، دوسرے دن اس کی نماز جنازہ ادا کی گئی، کثیر تعداد میں مسلمانوں نے نماز جنازہ میں شرکت کی حتی کہ ڈی سی او اور ڈی پی او کے علاوہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع چکوال، تحصیل تلہ گنگ کے تمام ساتھی بھی شریک ہوئے۔

نماز جنازہ کی ادائیگی سے قبل صاحبزادہ پیر عبدالقدوس نقشبندی نے مختصر خطاب میں شہید کو خراج تحسین پیش کیا اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے ہر قسم کے تعاون کا یقین دلایا۔

۱۵ ربیع الاول کو حالات کی نزاکت کا جائزہ لینے کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع چکوال کے مبلغ راقم الحروف نے دوالمیال گاؤں کا مختصر دورہ کیا۔ گاؤں میں کرفیو کا سماں تھا، کوئی مرد گھر میں موجود نہیں تھا، لوگ گرفتار کرلئے گئے جو گرفتاری سے بچے وہ گاؤں چھوڑ کر جاچکے تھے۔ پورے گاؤں میں سناٹا چھایا ہوا تھا۔ ۲۹ مسلمانوں کو گرفتار کیا گیا، چادر اور چار دیواری کو پامال کیا گیا اور بعض گھروں کے دروازے توڑے گئے۔ صرف دو قادیانیوں کو گرفتار کیا گیا۔ اجتماعی ایف آئی آر کاٹی گئی، جس میں چونتیس قادیانی اور انتالیس مسلمانوں کے نام درج تھے۔ ۲۹ گرفتاروں میں سے ایک کا نام بھی ایف آئی آر میں شامل نہیں تھا۔ ان میں ایک سید رئیس شاہ نام کا نوجوان بھی شامل تھا، جس کے دونوں بازو نہیں ہیں، بعد میں اس کو رہا کر دیا گیا۔

راقم الحروف نے چکوال مجلس کے سرپرست پیر عبدالقدوس صاحب سے رابطہ کرکے ہنگامی طور پر آل پارٹیز میٹنگ طلب کی اور ساتھ ہی اخبارات کے تمام نمائندوں کو مدعو کیا۔ تین بجے بھرپور آل پارٹیز میٹنگ بیت الرشد میں منعقد ہوئی۔ ان میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، تحریک منہاج القرآن، جمعیت علماء اسلام، جمعیت علماء پاکستان اور جماعت اسلامی ضلع چکوال کے نمائندے شریک ہوئے۔ میٹنگ میں ملک نعیم کی شہادت کو خراج تحسین پیش کیا گیا اور قادیانیوں کی کھلی دہشت گردی کی بھرپور مذمت کی گئی۔ انتظامیہ سے قادیانیوں کی گرفتاری اور بے گناہ مسلمانوں کی رہائی کا مطالبہ کیا گیا۔ نیز تمام جماعتوں کی طرف سے یہ یقین دلایا گیا کہ ہم دوالمیال اور ملک نعیم شہید کے ورثا کے ساتھ ہر قسم کا تعاون کرنے کے لئے تیار ہیں، انتظامیہ سے یہ مطالبہ کیا گیا کہ مقبوضہ مسجد کا قبضہ ختم کروا کر مسلمانوں کے سپرد کی جائے۔ اسی رات سات بجے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور جمعیت اہل سنت کے ایک وفد نے ڈی سی او اور ڈی پی او چکوال سے میٹنگ کی، جس میں آرمی اور رینجرز کے لوگ موجود تھے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے وفد کی قیادت صاحبزادہ پیر عبدالقدوس نقشبندی اور امیر مولانا مفتی محمد معاذ نے کی، جبکہ جمعیت اہل سنت کے راہنما ندیم، انجمن تاجران کے صدر شاہد عباس کے علاوہ مبلغ ختم نبوت ضلع چکوال بھی موجود تھے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ کو گاؤں کے بعض افراد نے اطلاع دی کہ ان کے پاس کھانے پینے کی اشیاء ختم ہیں، بعض بہت ہی غریب گھرانے تھے، چند ایک کو بغیر کھائے پیئے بھی رہنا پڑا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع چکوال نے ہنگامی طور پر گاؤں کا دورہ کیا، ان میں انجمن تاجران ضلع چکوال کے صدر شاہد عباسی، صاحبزادہ پیر عبدالقدوس نقشبندی، مولانا مفتی معاذ، مولانا عتیق الرحمٰن، راقم الحروف اور شیخ سلیم کے علاوہ دیگر ساتھی شامل تھے۔ وفد نے کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور چکوال کے مسلمان آپ کے ساتھ کھڑے ہیں جو بھی تعاون آپ ہم سے طلب کریں گے، ہم دینے کے لئے تیار ہیں۔

☆☆..........☆☆

قانون میں ترمیم برداشت نہیں، غلط استعمال کا واویلا بے بنیاد ہے: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

لاہور (خبرایجنسیاں) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے قادیانیت نوازی اور ناموس رسالت قانون میں ترمیم کی کوشش کے خلاف اے پی سی طلب کرلی۔ تحفظ ناموس رسالت ایکٹ C-295 میں ترمیم میں مبینہ کوششوں پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے سخت احتجاج کیا ہے۔ علماء کرام نے کہا کہ حکومت مقدس قانون کو چھیڑنے اور ترمیم کرنے سے باز رہے۔ ناموس رسالت قانون کے خلاف کوئی اقدام برداشت نہیں۔ قانون کے غلط استعمال کا واویلا بے بنیاد ہے۔ سینیٹ کی قائمہ کمیٹی کے ایجنڈے میں قانون ناموس رسالت میں ترمیم کو شامل کرنا تشویشناک ہے۔ دین سے بیزار لابی قانون کو غیر موثر بنانے کے لئے متحرک ہے۔ اہل حق تبدیلی برداشت نہیں کریں گے۔ راہنماؤں نے کہا کہ بار بار ناموس رسالت ایکٹ کے خلاف مہم جوئی یہودی اور قادیانی ایجنڈا ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ حکومت بیرونی دباؤ پر خفیہ طریقے سے ترمیم لاکر یہ قانون غیر موثر کرنا چاہتی ہے۔ حکومت اگر کوئی ترمیمی بل لائی تو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت آئینی اور قانونی طور پر قانون کا تحفظ کرے گی۔ عقیدۂ ختم نبوت، ناموس رسالت ایکٹ اور قادیانیت سے متعلق قوانین کا ہر قیمت پر تحفظ کرتے رہیں گے۔ C-295 ناموس رسالت ایکٹ کے خلاف کوئی سازش کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ سینیٹ کی انسانی حقوق کی کمیٹی کا توہین رسالت قانون پر بحث ناقابل برداشت امر ہے، جس کے خلاف تمام دینی جماعتیں سراپا احتجاج ہیں۔ عاشقان مصطفیٰ ناموس رسالت قانون کی حفاظت کا فریضہ سرانجام دیتے رہیں گے۔ لاہور کے عہدیداران ورابطہ کمیٹی کے اجلاس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی سیکریٹری اطلاعات مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا جمیل الرحمٰن اختر، قاری علیم الدین شاکر، پیر رضوان نفیس، قاری عبدالعزیز، مولانا عبدالنعیم، مولانا خالد محمود، قاری ظہور الحق اور مولانا سعید وقار سمیت دیگر نے شرکت کی۔

مرزا قادیانی کا تعارف وکردار

حافظ عبید اللہ

(۲۱)

اس تحریر سے معلوم ہوا کہ مرزا نے صرف اڑھائی سال کی مدت کے اندر سلطان محمد کے مرنے کو تقدیر معلق بتایا تھا جبکہ اس کی موت اس کے نزدیک اب بھی تقدیر مبرم تھی اور وہ واضح طور پر اعلان کر رہا ہے کہ اگر یہ پیش گوئی یعنی اس کی موت میری زندگی میں نہ ہوئی تو میں جھوٹا ہوں گا، اور پھر اس نے مثال دے کر بتایا کہ جیسے احمد بیگ (محمدی بیگم کا باپ) اور آتھم مرگئے ایسے ہی یہ بھی مرجائے گا۔

یہاں یہ بات بتانا ضروری ہے کہ یہ مرزا کا صریح جھوٹ ہے کہ عیسائی پادری عبداللہ آتھم اس کی پیش گوئی کے مطابق مرگیا تھا، بلکہ مرزا ہمیشہ کی طرح اپنی اس پیش گوئی میں بھی ذلیل وخوار ہوا تھا کیونکہ اس نے یہ پیش گوئی کی تھی کہ آتھم پندرہ مہینے کے اندر مر جائے گا لیکن ایسا نہ ہوا، وہاں بھی مرزا نے یہ دھوکہ دینے کی کوشش کی تھی کہ اس نے توبہ کرلی تھی اس لئے نہ مرا، جب توبہ کا ثبوت مانگا گیا تو کہنے لگا آتھم سے کہو کہ وہ قسم اٹھائے کہ اس نے توبہ نہیں کی تھی کیونکہ وہ جانتا تھا آتھم عیسائی ہے اور موجودہ بائبل میں قسم کھانے سے منع کیا گیا ہے، اس طرح مرزا نے یہ چالاکی کی کہ اگر وہ قسم اٹھائے گا تو میں کہوں گا دیکھو اس نے عیسائی عقیدہ چھوڑ دیا، اور اگر قسم نہیں اٹھائے گا تو میں یہ شور کرتا رہوں گا کہ اس نے توبہ کرلی تھی، ہم اس پیش گوئی کی تفصیل میں اس وقت نہیں جائیں گے صرف یہ بتانا مقصود تھا کہ مرزا قادیانی نے جو اس تحریر میں لکھا ہے کہ آتھم کے متعلق پندرہ مہینے والی اس کی پیش گوئی پوری ہوئی تھی یہ صریح جھوٹ ہے لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

اب غور فرمائیں! اوپر والی تحریر مرزا نے ۱۸۹۶ء میں لکھی (مرزا کی کتاب انجام آتھم ۱۸۹۶ء میں چھپی تھی)، اس وقت سلطان محمد کی اڑھائی سالہ مدت کو گذرے ایک سال سے زیادہ عرصہ ہو چکا تھا یعنی بقول مرزا وہ رجوع الی اللہ کرکے اور ڈر کر اپنی موت ٹال چکا تھا، لیکن پھر بھی مرزا نے یہ لکھا کہ اس کی موت کی پیش گوئی اپنی جگہ پر قائم ہے اور اگر میری زندگی میں اس کی موت نہ ہوئی تو میں جھوٹا، مرزا نے ہرگز نہیں لکھا کہ چونکہ سلطان محمد توبہ کرکے بچ گیا ہے اس لئے اب میرے نکاح والی پیش گوئی ملتوی ہوگئی۔

نکاح نہ ہونے کی صورت میں ذلت اور نامرادی کے ساتھ ہلاکت کی دعا

مورخہ ۲۷ر اکتوبر ۱۸۹۴ء کو مرزا قادیانی نے ایک اشتہار جاری کیا جس میں اس نے اپنے خدا سے یہ دعا مانگی:

’’اور ہم اس مضمون کو اس پر ختم کرتے ہیں کہ اگر ہم سچے ہیں تو خدا تعالیٰ ان پیش گوئیوں کو پورا کرے گا اور اگر یہ باتیں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہیں تو ہمارا انجام نہایت بد ہوگا اور ہرگز یہ پیش گوئیاں پوری نہیں ہوں گی ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین۔ اور میں بالآخر دعا کرتا ہوں کہ اے خدائے علیم وقدیر اگر آتھم کا عذاب مہلک میں گرفتار ہونا اور احمد بیگ کی دختر کلاں کا آخر اس عاجز کے نکاح میں آنا یہ پیش گوئیاں تیری طرف سے ہیں تو ان کو ایسے طور سے ظاہر فرما جو خلق اللہ پر حجت ہو اور کور باطن حاسدوں کا منہ بند ہوجائے اور اگر اے خدا یہ پیش گوئیاں تیری طرف سے نہیں ہیں تو مجھے نامرادی اور ذلت کے ساتھ ہلاک کر۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج:۲، ص:۳۵۲)

اب ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ کیا محمدی بیگم کا نکاح مرزا کے ساتھ ہوا یا وہ نامرادی کے ساتھ دنیا سے چلا گیا۔

اسی طرح ۱۸۹۶ء میں مرزا قادیانی نے یہ تحریر بھی لکھی:

’’اس پیش گوئی کی تصدیق کے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پہلے سے ایک پیش گوئی فرمائی ہے کہ یتزوج ویولد لہ یعنی وہ مسیح موعود بیوی کرے گا اور نیز وہ صاحب اولاد ہوگا۔ اب ظاہر ہے کہ تزوج اور اولاد کا ذکر کرنا عام طور پر مقصود نہیں کیونکہ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے۔ اس میں کچھ خوبی نہیں بلکہ تزوج سے مراد وہ خاص تزوج ہے جو بطور نشان ہوگا اور اولاد سے مراد وہ خاص اولاد ہے جس کی نسبت اس عاجز کی پیش گوئی موجود ہے۔ گویا اس جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سیاہ دل منکروں کو ان کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ یہ باتیں ضرور پوری ہوں گی۔‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم، روحانی خزائن:۱۱، ص:۳۳۷ حاشیہ)

اس جگہ مرزا قادیانی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بات کو اپنے اوپر لگانے کی کوشش کر رہا ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے بارے میں ارشاد فرمائی ہے کہ وہ آسمان

سے نازل ہونے کے بعد شادی کریں گے اور آپ کی اولاد بھی ہوگی، مرزا یعنی نقلی مسیح کہہ رہا ہے کہ یہ پیش گوئی میرے بارے میں تھی اور لکھ رہا ہے کہ اس شادی سے مراد جو شادی ہے وہ ابھی (یعنی ۱۸۹۶ء کی اس تحریر کے بعد) ہوتی ہے اور یہ بات ضرور پوری ہوگی۔

یادرہے کہ مرزا کی دوسری شادی مسماۃ نصرت جہاں بیگم کے ساتھ اس تحریر سے تقریباً ۱۲ سال پہلے ۱۸۸۴ء میں ہو چکی تھی اور اس وقت ابھی مرزا قادیانی نے نہ ہی مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا تھا اور نہ عیسیٰ بن مریم ہونے کا بلکہ اس کا عقیدہ یہی تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ہی دوبارہ آنا ہے، لہٰذا یہاں مرزا یقیناً اس حدیث رسول کو محمدی بیگم پر لگانے کی کوشش کر رہا ہے، لیکن اس کے بعد جب مرزا کو اپنی یہ عظیم الشان پیش گوئی ناکام ہوتی نظر آئی تو ۱۹۰۰ء میں اس نے اپنی ۱۸۹۶ء والی اس بات سے حسب عادت قلابازی کھائی اور اسی حدیث کو اپنی دوسری بیوی نصرت جہاں پر لگانے کی ناکام کوشش بھی کی اور لکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس خبر کا مطلب یہ ہے کہ مسیح موعود کی شادی ایک سید خاندان میں ہوگی (دیکھیں: اربعین نمبر۲، روحانی خزائن: ۱۷، صفحہ ۳۸۵ حاشیہ)، در اصل تضاد بیانی اور مرزا قادیانی کا چولی دامن کا ساتھ تھا۔

بتاریخ ۱۲ر دسمبر ۱۸۹۴ء مرزا قادیانی پر اس کے خدا نے یہ الہام کیا:

"ثم نادا مناد ان رجلاً المسمی سلطان بیگ فی حالۃ الاحتضار فقلتُ سیموت ورأیت من قبل أن المصالحۃ یکون فی یوم موتہ" پھر ایک آواز دینے والے نے آواز دی کہ ایک شخص جس کا نام سلطان بیگ ہے، جاں کندن میں ہے، میں نے کہا کہ وہ عن قریب مرجائے گا کیونکہ مجھے خواب میں دکھلایا گیا ہے کہ اس کی موت کے دن صلح ہوگی۔" (تذکرہ، ص: ۲۲۳، چوتھا ایڈیشن)

مرزا کے اس الہام میں سلطان بیگ سے مراد وہی محمدی بیگم کا خاوند ہے جس کا نام مرزا سلطان محمد بیگ تھا، اور اس الہام میں مرزا یہ کہتا ہوا پایا گیا کہ وہ عن قریب مرجائے گا۔

مرزا قادیانی کی ان مذکورہ تمام تحریروں سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ محمدی بیگم کے باپ کی موت اور اس کے خاوند کے اڑھائی سال میں نہ مرنے کے باوجود مرزا قادیانی اپنی اصل پیش گوئی پر مصر رہا کہ محمدی بیگم کو ہر حال میں اس کے نکاح میں آنا ہی ہے اور مرزا نے ہرگز نہیں کہا کہ چونکہ اب سلطان محمد نہیں مرا اس لئے محمدی بیگم کے بیوہ ہونے کا امکان ختم ہوگیا لہٰذا میری پیش گوئی بھی ختم۔ (جاری ہے)

قادیانیت کے خلاف امتِ مسلمہ کے فتاویٰ جات کا مجموعہ

فتاویٰ ختمِ نبوت

۳ جلدیں

تحقیق وتخریج شدہ جدید ایڈیشن

ترتیب: حضرت مولانا سعید احمد جلالپوری شہیدؒ

زیرِ نگرانی: مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ مدظلہ

تمام مکاتبِ فکر کے علماء کرام ومفتیانِ عظام کے وہ فتاویٰ جو انہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی ذریت کے کافر، مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہونے سے متعلق دیئے ہیں تحقیق وتخریج کے بعد انہیں یکجا شائع کیا گیا ہے۔

- ختمِ نبوت کے محاذ پر کام کرنے والے حضرات ومبلغین کے لئے معین ومددگار
- لائبریریوں اور دارالافتاؤں کے لئے بیش بہا علمی خزانہ
- عمدہ کاغذ، جاذبِ نظر سرورق
- علماء وطلباء اور کارکنانِ ختمِ نبوت کے لئے خصوصی رعایت

صرف =/1000 روپے علاوہ ڈاک خرچ

اسٹاکسٹ: مکتبہ لدھیانوی ۱۸ اسلام کتب مارکیٹ بنوری ٹاؤن، کراچی

021-34130020, 0321-2115595, 0321-2115590

شائع کردہ: عالمی مجلسِ تحفظ ختمِ نبوت پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ۔ کراچی

021-32780337, 021-34234476